سلسلۂ تصوف نمبر ۱۸۷

اردو ترجمۂ کتاب

پرنٹر پریس شیراز نوری

کلیدِ جنت

از

تصنیف لطیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقانِ غوثیہ و فخر عاشقانِ آستانۂ عالیہ قادریہ حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ العزیز

جسے

اللہ والے کی قومی دکان مالک

ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی

کوچہ ککے زئیاں منزل نقشبندیہ بازار کشمیری

لاہور

نے بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر بصحت تمام

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا۔

قیمت ۱۲ ار

بار دوم

تصوّف کا بےنظیر و لاجواب سلسلہ

مندرجہ ذیل کتب کے ترجمے منظوم بزبان پنجابی معہ اصل فارسی تیار ہیں

نام کتاب	قیمت
دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح ترجمہ منظوم پنجابی معہ اصل فارسی ..	عہ/ ۸
دیوان حضرت بو علی شاہ قلندر رح 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ..	۱۲/
〃 〃 غوث پاک رح 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ..	۱۲/
〃 〃 حافظ رح دو حصہ 〃 〃 〃 〃 〃 ..	عہ/ ۸
〃 〃 سلطان باہو رح 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ..	۶/
〃 〃 محمود رح 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ..	۴/
مثنوی حضرت شمس تبریز و عطار رح 〃 〃 〃 〃 〃 ..	۶/
مثنوی حضرت مولانا روم رح 〃 〃 〃 〃 〃 ..	سے/ ۳
〃 حضرت بو علی شاہ قلندر رح 〃 〃 〃 〃 〃 ..	۶/
〃 بیسر نامہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رح 〃 〃 〃 〃 ..	۳/

مثنوی تحفۃ العاشقین مع تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں سالک حق پرست مست بادۂ الست مقبول بارگاہ احد حضرت شاہ عبید الصمد قدس سرہٗ نقشبندی مجددی کی تصنیف سے ہیں۔ اردو زبان میں سراپا برکت اور رحمت ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کے لئے خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا تھا اور یہی وجہ ان کے مقبول عام اور فائدہ مند ہونیکی ہے یہ دونوں کتابیں اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر خوش خط چھاپی گئی ہیں۔ قیمت .. .. دعہ/ ۸

اُردو ترجمہ کتاب

کلیدِ جنّت

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

بابِ اوّل

اس کتاب کے پڑھنے اور اِس پر عمل کرنے کے بیان میں

اگر کسی کا سرکش نفس شیطان کے موافق اور خدا کے مخالف ہو۔ کسی طرح بھی گناہوں سے باز نہ آتا ہو۔ اور خدا کی طرف متوجّہ نہ ہوتا ہو۔ اور اس کا دل غفلت کی کثرت کے سبب مُردہ ہو کر شیطان کی قید میں آگیا ہو۔ زندہ نہ ہوتا ہو۔ اور اسم اللہ ذات کی تاثیر دل پر نہ ہوتی ہو۔ یا غریب مظلوم عاجز۔ پریشان اور محتاج ہو۔ دُنیا اور زمانے سے تنگ آگیا ہو کثیر العیال مفلس ہو۔ مال و دولت کی کمی ہو۔ اور فقر و فاقہ میں زندگی کے دن کاٹتا ہو۔ تو اُسے چاہیئے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ یہ دین کا

خزانہ ہے۔ اِس سے ظاہری اور باطنی ہر ایک خزانہ معلوم ہو سکتا ہے۔ خلقت اُس کی خادم ہو جاتی ہے۔ وہ مخدوم بن جاتا ہے۔ اِس کے مطالعہ سے ہر قسم کے مطلب حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے تمام خزانے ہاتھ آتے ہیں۔ اور صحیح صحیح علم تصوّف اُس پر منکشف ہوتا ہے۔

جو شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے گا۔ اور اُس پر عمل کرے گا۔ وہ عارف باللہ اور صاحبِ توفیق ہو جائے گا۔ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوگا۔ تمام اولیا اور انبیاء کی رُوحیں اس سے ملاقات کرینگی۔ ظاہر و پوشیدہ تمام چیزیں اس سے پوشیدہ نہیں رہینگی۔ یہ طریقہ خاص طریقہ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اِس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا معرفت الٰہی میں مکمل ہو جاتا ہے۔

ہر عالم فاضل صاحبِ تفسیر کو اس کتاب سے چار علم معلوم ہوتے ہیں۔ علم کیمیا۔ علم ہیمیا۔ علم دعوت تکسیر۔ علم ذکر اللہ اور علم استغراق۔ اِن سے انسان صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب سچے مریدوں۔ اصلی طالبوں۔ محقق عارفوں۔ حق کے رفیق واصلوں باتوفیق عالموں اور فنا فی اللہ غرق فی الوحدانیت فقیروں کے لئے کسوٹی ہے۔ جس شخص کو اس کتاب سے اسم اعظم کا گنج بے رنج حاصل نہیں ہوتا۔ اُس کی گردن پر سوال و بال ہے۔ جس شخص میں عقل۔ دانش اور پورا پورا شعور ہے۔ اُسے اس سے تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کے حکم سے لکھی گئی ہے۔ اس کی نظر رحمت کی منظور شدہ ہے۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے لکھی گئی ہے۔

سالک کو چاہئے۔ کہ پہلے کسی ایسے کامل عالم صاحب شریعت کا مرید بنے۔ جو قادری سروری طریق سے بخوبی واقف ہو۔ کیونکہ ہر ایک طریقہ کی انتہا قادری طریق کی ابتدا کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خواہ سالک

عمر ریاضت میں سر پتھر پر مارنا رہے ۔ اس واسطے کہ قادری مُرشد ظاہر و باطن کا جامع ہوتا ہے ۔ قادری طریق میں ظاہر و باطن میں معرفت و قرب الٰہی اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حضوری حاصل ہوتی ہے ۔ مطلب یہ کہ محبُوب ربّانی ۔ قدرتِ سُبحانی حضرت شاہ محی الدّین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی کفر و شرک سے پاک زندگی میں اپنے پانچ ہزار طالبوں اور مریدوں کو ہمیشہ ہر روز فیض پہنچایا کرتے تھے ۔ اِن میں سے تین ہزار کو نور معرفت میں مستغرق کر کے اِلّا اللہ کے مشاہدۂ وحدانیت تک پہنچا دیا کرتے تھے ۔ اور یہ تین ہزار اذا تمّ الفقر فھو اللہ کے مرتبہ پر پہنچ جایا کرتے تھے ۔ اور باقی دو ہزار کو مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل کیا کرتے تھے ۔ قادری طریق میں اِس قسم کا حضوری سلاک سلوک باطنی توجہ سے اسم اللہ ذات اور کلمۂ طیّبہ کے تصوّر اور تصرّف سے سلسلہ بہ سِلسلہ قیامت تک جاری رہے گا ۔ اور جس طرح سُورج سے جہان روشن ہوتا ہے ۔ اُسی طرح اِس طریق کے فیض سے دونوں جہان روشن رہیں گے ۔

باھُو این گنج کیمیا مفلس را نمُود
ہر کرا عقل است حاصل کرد زُود

سُلطان باہُو نے کیمیا کا یہ خزانہ مفلس کو دکھا دیا ہے ۔ جو عقلمند ہے وہ اُسے جلدی حاصل کر لیتا ہے ۔

اِسم اعظم انتہا باھُو بود ورد باھُو روز و شب یاھُو بود

اِسم اعظم کی برکت سے آخر واصل باللہ ہو جاتا ہے ۔ اس لئے سُلطان باہُو دن رات یاھُو کا وِرد کرتا ہے ۔

واضح رہے کہ قادری کو صرف قادری طریق سے کشائش ہوتی ہے ۔ اگر قادری طریق والا کسی اور طریق کی طرف رجوع کرے ۔ اور خلاصی چاہے تو وہ ہمیشہ گمراہ اور بے برکت رہے گا ۔ اس کے مراتب سلب ہو جائیں گے ۔ لیکن سالک کے لئے مُرشد پکڑنا ضروری ہے ۔ اگر طالب اللہ

مرشد بغیر کوئی عمل کرے گا۔ تو وہ مفید نہیں پڑے گا۔ اور اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ ایسے شغل سے وہ کسی منزل یا مقام پر نہیں پہنچے گا ۔

قَوْلُہٗ تعالیٰ ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ط اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف جانے کے لئے کوئی وسیلہ بناؤ ۔

حدیث میں آیا ہے۔ اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ۔ پہلے رفیق راہ کی تلاش کرو۔ جب وہ مل جائے۔ تو پھر رستہ چلنا شروع کرو ۔

اگر قادری کامل مرشد نہ مل سکے۔ تو لازم ہے۔ کہ ہر روز اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ نہایت اخلاص سے پڑھے۔ اور اس پر یقین کرے۔ ایسا کرنے سے اُسے مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری نصیب ہوگی۔ اسرار الٰہی اُس پر ظاہر ہونگے۔ اور زمین و آسمان میں اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہیگی۔ اِس کتاب کے مطالعہ اور اُس پر عمل کرنے سے خدا شناسی حاصل ہوتی ہے۔ یہ گویا خلق کی راہنما ہے۔ محتاج آدمی اِس کے مطالعہ سے لایحتاج ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ اگر مفلس ہو غنی ہو جاتا ہے۔ اگر پریشان ہو۔ صاحب جمعیت ہو جاتا ہے۔ جو شخص اِس کتاب کے شروع سے اخیر تک کے مضامین سے واقف ہو جائے۔ اُسے کسی ظاہری مُرشد کا مُرید ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر صاحب رجعت پڑھے۔ تو اُسے رجعت سے خلاصی نصیب ہو۔ اگر مُردہ دل پڑھے۔ تو اُس کا دل زندہ ہو جائے۔ اگر جاہل پڑھے تو حی قیوم کے کشف احوال کا عالم ہو جائے۔ اور اُسے ماضی حال اور مستقبل کے حالات معلوم ہو جائیں ۔

اصل یقین است یقین یار کن ۔۔۔ محرم اسرار شو بیکن زکن

ترجمہ۔ دین اور اصول یقین ہے۔ یقین کو اپنا یار بنا۔ اس طرح محرم اسرار ہو کہ بغیر کن کے کن سمجھے ۔

اصل یقین است یقین مصطفےٰ ۔۔۔ اصل یقین است یقین مرتضےٰ

ترجمہ۔ یقینِ مصطفےٰ اصلی یقین ہے ، اور یقینِ مرتضےٰ اصل یقین ہے ۔

اصل یقین است یقین گر شود کار تو از ہفت فلک بگذرد

ترجمہ۔ اصل یقین ہے۔ اگر یقین حاصل ہو جائے۔ تو تیرا کام ساتوں آسمانوں سے بڑھ جائے +

مطلب یہ کہ کامل مرشد کو چاہیئے۔ کہ طالب اللہ کو اسم اللہ ذات شروع کراتے ہی نور فی اللہ کے مرتبے سے مشرف کر کے حضور میں پہنچا دے تاکہ طالب کو ریاضت، خلوت اور چلہ کی ضرورت نہ رہے۔ لا یحتاج اہل حضور کو کیا ضرورت ہے۔ کہ ورد وظائف یا دعوت پڑھے۔ انسان اُس وقت تک نفس شیطان کی قید سے رہا نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا سے اُس کا دل سرد نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ کسی کامل مرد کو اپنا مرشد نہ بنائے اور اسم اللہ ذات میں مشغول نہ ہو جائے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے طالب اللہ نور ربوبیت میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس نور سے ہر مطلب اسے دکھائی دیتا ہے۔ لوح محفوظ کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تصور سے انسان پر ذکر پاک کھل جاتا ہے۔ اور اُس سے طالب دونوں جہان میں بہرہ ور ہوتا ہے۔ کامل مرشد صادق طالب کے لئے ان سات چابیوں سے خزانات کے ساتوں تالے کھول دیتا ہے۔ اور ایک ہی قدم پر ایک ہی دم میں طالبوں کو دونوں جہان کے مقصد و مطالب دکھا دیتا ہے۔ ظاہری، باطنی، ازلی ابدی، دنیاوی، اور اُخروی تصرف، غرق فنافی اللہ اور توحید معرفت کا تصرف اور تمام اعلیٰ اور عمدہ مراتب سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔ اس قسم کے رازوں کا خزانہ بلا تکلیف و محنت و مشقت قادری سروری کامل مرشد جو تمام فضائل کا مجموعہ ہو۔ دلا سکتا ہے +

واضح رہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان فقیروں کو جنہیں اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصور حاصل رہے۔ ایسی قوت عطا فرما رکھی ہے۔ کہ اگر وہ چاہیں تو مؤکل فرشتے اُنہیں علم کیمیا سکھاویں۔ اور سنگ۔ پارس جس کے چھونے سے لوہا بھی سونا ہو جاتا ہے۔ غیب الغیب سے لا کر اسے دے دیتے ہیں۔ لیکن فنا فی اللہ فقیر جو اللہ تعالےٰ کی یاد میں محو ہیں۔ ایسے بے پرواہ ہوتے ہیں۔ کہ دنیاوی مرتبوں۔ علم کیمیا اور سنگ پارس وغیرہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے

خواہ بظاہر وہ فقر و فاقہ کے مارے خون جگر ہی کیوں نہ پیتے ہوں +
قولہٗ تعالیٰ۔ وَاتْبَعْنٰاھُمْ فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَۃً۔
اِس دنیا میں لعنت اُن کے پیچھے لگا دی ہے +
تجھے معلوم ہے۔ کہ ایک دفعہ صحابیوںؓ اور یاروںؓ نے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا۔ کہ یا حضرت! وہ کونسی اچھی چیز ہے۔ جس سے دنیا و آخرت میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ گھٹیا چیز کونسی ہے۔ جو دنیا و آخرت میں قرب الٰہی سے دور رکھتی ہے۔ اور ذلت کا باعث ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم فقر اور معرفت الٰہی سے محبت کرو۔ کیونکہ ان دونوں سے دونو جہان کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ شیطانی مال و متاع ہے +
اے عزیز! انسان کا دل ظاہری اعمال کے سبب پاک نہیں ہوتا۔ اور اِس میں سے نفاق دُور نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اسم اللہ ذات کی مشق اُسے جلا نہ دے۔ اور دل سے سیاہی اور زنگار دور نہیں ہوتے۔ تاوقتیکہ اُسے ذکر خاص سے اخلاص حاصل نہ ہو۔ ذکر کے بغیر دل زندہ نہیں ہو سکتا۔ اور نفس مر نہیں سکتا۔ خواہ ساری عمر قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہیں یا فقہ کے مسائل پڑھتے رہیں۔ اور خواہ زہد و ریاضت کی کثرت سے پیٹھ کُبڑی اور بال سی باریک ہو جائے۔ دل ویسا ہی سیاہ رہے گا۔ اسم اللہ ذات کے تصور بغیر کچھ فائدہ نہیں۔ خواہ کتنی ہی سخت ریاضت کریں۔ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے کو بلا مشقت معشوق اور بغیر محنت کے محبوب مل جاتا ہے۔ یہ مراتب نہایت مرغوب ہیں +
انسان خواہ ساری زمین ایک آدھ قدم میں طے کرلے۔ خواہ پانچوں وقت کی نماز خانہ کعبہ میں باجماعت ادا کرے۔ ہمیشہ خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہے۔ خواہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لیکر قیامت تک

کے تمام انبیا اولیا صاحب مراتب مومنوں، مسلمانوں سے مصافحہ کرے۔ اُن کا ہمنشین رہے۔ اور ہر ایک روح کا نام جانتا ہو۔ اور اُسے پہچانتا ہو۔ اور تمام روئے زمین کے وِرد و وظائف والے۔ دعوت والے۔ قرآن مجید کو حفظ کرنے والے اور اُس کی تلاوت کرنے والے کے اشغال دن رات باوضو کرے۔ خواہ ساری دنیا اپنے قبضے میں کر لے۔ اور راہِ خدا میں صرف کرے۔ اہل اسلام کو فائدہ پہنچائے۔ اِن تمام مذکورہ بالا باتوں سے یہ بہتر ہے کہ اسم اللہِ ذات کا تصوّر کرے۔ اور مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضوری ہو ॰

واضح رہے کہ انسان کو چاہیئے کہ ایک دم بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

حدیث۔ الانفاس معدودة كل نفس يخرج بغير ذكر الله تعالى فهو ميت۔ انسان کو گنتی کے سانس ملے ہیں۔ ان میں سے جو اللہ تعالے کی یاد بغیر گذرتا ہے۔ وہی مردہ ہے۔

ہر کہ دیوانہ شود در ذکرِ حق
زیر پائش عرش و کرسی ہم طبق

جو شخص ذکر الٰہی میں دیوانہ ہو۔ اُس کے پاؤں تلے عرش کرسی اور آسمان ہیں ॰

ہر کہ غافل مے شود از ذکر حق
نفس او بہ شود کافر از ریا

جو شخص ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے۔ اُس کا نفس کفر و ریا سے موٹا ہو جاتا ہے ॰

باب (۲) دوم

ذکر کے طریق میں

واضح رہے کہ پہلے کامل مرشد پر عین فرض ہے۔ کہ طالب اللہ کو مقام خوف مقام رجا، مقام کشف قبور اور مقام مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھلائے۔ بعد از اں اُسے علم معرفت کی تلقین کرے۔ چنانچہ پہلے اُسے ذکر، فکر، مراقبہ، اور ورد وظائف میں مشغول نہ کرے۔ صرف اسے اسم اللہ ذات کا تصور بتلائے۔ کیونکہ اِس تصور سے باطن آباد ہو جاتا ہے۔ اِس مطلب کے لئے کامل مرشد کو چاہیئے۔ کہ اسم اللہ ذات خوش خط لکھ کر طالب کے ہاتھ میں دے۔ اور اُسے کہے کہ اے طالب! اِس اسم کو دل پر لکھ۔ جب اسم اللہ دل پر قرار پکڑ جائے۔ تو پھر طالب کو کہے کہ اے طالب! اسم اللہ کے حروف سے آفتاب کی طرح روشنی نکل رہی ہے۔ اور دیکھ کہ گرداگرد ایک نہایت وسیع ملک ہے۔ جس کا کوئی کنارہ ہی نہیں۔ اور جس کی وُسعت کے مقابلہ میں یہ چودہ طبق ایسے ہیں۔ جیسے کالا دانہ، اس میدان میں ایک روضہ کا گنبد دکھائی دیتا ہے۔ اِس روضہ کے دروازہ پر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا قفل لگا ہے جس کی چابی اسم اللہ ذات ہے۔ جب طالب اسم اللہ ذات پڑھتا ہے۔ تو وہ تالا کھل جاتا ہے۔ اور طالب روضے کے اندر چلا جاتا ہے وہاں مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ اور کامل مرشد بھی ساتھ ہی ہوتا ہے۔

اگر کسی کے دل میں شیطانی وسوسوں اور نفسانی توہمات کے سبب ہزاروں زُنّار ہوں جن کی تعداد ساٹھ ہزار ہے اور جو یہود و نصاریٰ کے زنار

سے کہیں سخت تر ہیں۔ اور اُن کے سبب سے دل سیاہ اور مردہ ہو۔ تو کامل مرشد کو چاہیئے۔ کہ وہ اسے اسم اللہ ذات کا تصور سکھلائے۔ اور اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ کے حروف اُس کے دل کے گرد لکھے۔ اِن حروف کے لکھنے سے سر سے پاؤں تک انوار توحید اور معرفت کردگار کی ایسی آگ بھڑکتی ہے۔ کہ وہ تمام زنّار یک بارگی جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ اِس وقت طالب اللہ صاف دل پاک باطن اور صادق یقین مسلم ہو جاتا ہے توحید و دیدار الٰہی میں غرق ہو جاتا ہے۔ کفر شرک سے بیزار ہو جاتا ہے۔

جانِ من! سنو!! مرشدوں اور طالبوں کو صرف یہ ایک بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اُن کے بائیں پہلو میں نفس کا مقام ہے۔ اور دائیں پہلو میں شیطان کا مقام ہے۔ اِن دونوں دشمنوں سے ہر وقت لڑائی جھگڑا ہے۔ پس جس کے دونوں پہلوؤں میں اِس قسم کے دُشمن تیر کے زخم یا کانٹے کے درد کی طرح موجود ہوں۔ اُسے نیند اور چین کہاں۔ سو لازم ہے۔ کہ تم ہر دم کی خبر رکھو۔ موت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصور میں مشغول رہو۔ اسم اللہ ذات کے حروف سے انوار کی ایسی تجلّی ہوتی ہے۔ کہ اس میں غرق ہو کر اللہ تعالےٰ کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے اس وقت نہ اُسے بہشت یاد ہے نہ دوزخ نہ دن رات "اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ" خوف اور اُمید کے مابین ایمان ہے۔

جب فقیر اسم اللہ ذات کی مشق میں مشغول ہوتا ہے۔ اس کے بدن کا ہر ایک بال زبان بن کر جوش میں آ کر اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے۔ اور اس کا دل ہُو ہُو کے نعرے لگاتا ہے۔ اور روح ھُوَ الحق ھُوَ الحق کا وِرد کرتی ہے۔ اور نفس "رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ" اے پروردگار! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا۔ اور ہم پر رحم نہیں کرے گا۔ تو ہم بالضرور نقصان میں رہیں گے! کا وِرد کرتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی مشق

سے معشوقی اور محبوبی کے مراتب نصیب ہوتے ہیں۔
انسان کے وجود میں دو سانس ہیں۔ ایک جو اندر جاتا ہے اور دوسرا جو باہر آتا ہے۔ جو فرشتہ اندر جانے والے سانس پر مؤکل ہے وہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں عرض کرتا ہے۔ کہ یا اللہ اس سانس کو اندر ہی قبض کرلوں یا باہر جانے دوں۔ دوسرا فرشتہ جو باہر جانے والے سانس پر مؤکل ہے۔ وہ بھی بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے۔ کہ اس سانس کو باہر ہی قبض کروں یا اندر جانے دوں۔ سو ہر دم بارگاہ الٰہی میں یہ عرض و معروض کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جو نور یاد الٰہی سے حاصل ہوتا ہے دونو جہان اور بہشت اور دنیا کا مال و اسباب اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ یہ ایک بے بہا موتی ہے۔ اسی واسطے فقیروں کو اللہ تعالےٰ کے خزانوں کا خزانچی کہتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔
طالب کے لئے لازم ہے۔ کہ پہلے کامل وضو کرے۔ پاک لباس پہنے۔ خالی مقام میں آئے۔ رو بقبلہ ہو کر مربع بیٹھے۔ جب ذکر الٰہی میں مشغول ہونا چاہے۔ تو دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے۔ اور اسم اللہ ذات کا تفکر کرے۔ لیکن شروع کرتے وقت ظاہری اور باطنی شیطانوں کے رستے بند کرے۔ اور خطرات نفسانی کو دور پھینک دے۔ پھر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھے۔ پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر تین مرتبہ آیۃ الکرسی۔ تین مرتبہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ تین مرتبہ چاروں قل۔ تین مرتبہ سورۂ فاتحہ۔ اور پھر تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ بعد ازاں تین مرتبہ کلمۂ تمجید پڑھے۔ اور ہزار مرتبہ استغفار۔ پھر تین مرتبہ کلمہ طیب پڑھ کر دم کرے۔ پھر تفکر سے دل پر اسم اللہ لکھے۔ اسم اللہ کی تاثیر سے سینہ صاف ہو جاتا ہے۔ خناس و خرطوم مر جاتے ہیں۔ پھر تصور کی دونوں آنکھوں سے مراقبہ میں پرواز کر کے دل کے گرداگرد ایک وسیع میدان میں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے۔ اس وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور درود شریف پڑھے۔ حتیٰ کہ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے حکم ہو "اے صاحبِ تصوّر! یہ خاص مجلس محمدی ہے۔ شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ اِس مجلس میں آسکے۔" پھر طالب اللہ حق و باطل میں تحقیق کرے۔ اگر اچھی طرح معائنہ کرے گا۔ تو اُسے دل کے گرد چار میدان معلوم ہونگے۔ یعنی میدانِ ازل۔ میدانِ ابد۔ میدان طبقات از عرش تا تحت۔ اور میدانِ آخرت دل میں قلب ہے۔ قلب میں منبر۔ منبر میں اسرار۔ اسرار میں نورِ حضور اور معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہے۔ جس سے دیدار پروردگار حاصل ہوتا ہے۔ کامل مرشد سچے مرید کو پہلے ہی دن مشاہدہ دل کے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ اور ناقص مرشد بیچارے طالب کو دن رات چلہ کشی اور ریاضت شاقہ میں مشغول رکھتا ہے۔

دل کے تصوّر کی صورت اور وہ چار میدان جو کامل مرشد دکھاتا ہے۔ یہ ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یَا فَتَّاحُ یَا فَتَّاحُ۔ اِس کے بعد اسم اَللّٰہ اور اسم محمّد صلے اللہ علیہ وسلّم کا تصوّر کرتا ہے۔ اِن دونوں اسموں کی طرف نگاہ رکھتا ہے۔ اور توحیدِ الٰہی کے دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ ذکرِ الٰہی کے غلبہ میں بے ہوش ہو جاتا ہے۔ یہی بیہوشی ہے جس کا اشارہ اللہ تعالےٰ نے یوں فرمایا ہے "وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ" جب تو اپنے آپ کو بھول جائے۔ تو اپنے رب کو یاد کر۔ دونو اسم مبارک یہ ہیں :۔ اَللّٰہُ ، مُحَمَّدٌ۔

واضح رہے کہ معراج۔ معرفت۔ محبّت۔ روحانی ملاقات۔ قرب۔ مشاہدہ۔ اسرار ربانی۔ فقر فنا فی اللہ۔ بقا باللہ۔ توحید کی ابتدا اور انتہا۔ تصوّر۔ تفکّر۔ تصرّف۔ توجّہ اور توکّل سب کچھ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے کو اسم اللہ ذات کی مشق کی تاثیر سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جب تفکّر کی انگلی سے دِل پر اسم اللہ ذات لکھتا ہے۔ تو اسم ذات سے حسب ذیل علوم اُس پر منکشف ہوتے ہیں۔ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ، کا علم۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ، کا علم ، اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ، کا علم ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کا علم ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ، کا علم۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا علم ، اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا

علم - وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا، کا علم، وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى، کا علم +

علم دو طرح کے ہوتے ہیں۔ علم معاملہ اور علم مکاشفہ۔ جب علم مکاشفہ یعنی معرفت الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ تو علم معاملہ خود بخود علم مکاشفہ میں آ جاتا ہے اس واسطے کہ کتابوں کی مشقت بغیر اسم اللہ ذات کے تصور کے ہر ایک ظاہری باطنی علم اور کلمات حق منکشف ہو جاتے ہیں +

قولہ تعالےٰ - قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا - اے پیغمبر! کہدے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں۔ تاکہ اُن سے کلمات ربی لکھے جائیں۔ تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربی ختم ہوں۔ وہ سمندر ختم ہو جائیں گے۔ خواہ اُن کی مدد کے لئے اور سمندر آ جائیں +

اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے نفس کی پاکیزگی۔ دل کی صفائی اور روح کی روشنی اور سِر کی تجلیات نصیب ہوتی ہیں۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اُس کا قالب قلب کا لباس پہنتا ہے۔ جب یہ تمام ایک ہو جاتے ہیں۔ تو اُس کے وجود سے وہم اور خوف اُٹھ جاتے ہیں۔ اُس کے ظاہری حواس خمسہ بند ہو جاتے ہیں۔ پھر اُسے " وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ " اور اُس میں میں نے اپنی رُوح پھونک دی، کا علم ہو جاتا ہے +

جب حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں داخل ہوئی۔ تو رُوح نے بدن میں داخل ہوتے ہی یا اللہ کہا۔ اس یا اللہ کے کہنے سے بندے اور پروردگار میں کوئی پردہ نہ رہا۔ قیامت تک بھی اسم اللہ ذات کی کنہ سے واقف نہ ہو سکے گا۔ ؎

ہر چہ خواہی اسم اللہ را بخواں　　　اِسم اللہ بانو ماند جاوداں

جو کچھ تو پڑھے اسم اللہ پڑھ۔ کیونکہ یہ اسم اللہ تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگا +

جس فقیر کو ظاہری علم سے دوستی نہیں۔ اور باطن میں اُسے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ حاصل نہیں۔ وہ فقر سے خارج ہے۔ جو علم ظاہری باطن میں

فقیر کامل سے معرفت الٰہی اور ذکر الٰہی کی طلب نہیں کرتا۔ وہ آخر کار معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اِس واسطے کہ اللہ تعالےٰ کی طلب کے سوا دنیاوی محبت دل سے جا نہیں سکتی ہے۔

از دل بدر کُن ہمیشہ خطرات را تا بیابی وحدتِ حق ذات را

تو دل سے خطرات کا ہمیشہ دور کرے تاکہ ذاتِ حق کی وحدت تجھے حاصل ہو

قولہٗ تعالےٰ: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ فِی قُلُوْبِکُمْ وَ نِیَّاتِکُمْ۔ بیشک اللہ تعالےٰ نہ تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے۔ نہ اعمال کی طرف۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصوّر کی مشق سے دِل اِس طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح مرجھائی گھانس رحمت کی بارش سے یا جس طرح سوکھی گھاس سے سبز گھاس اُگ آتی ہے۔ اِسم اللہ ذات کے تصور کی کثرت سے انسان کے بدن کے تمام بال زبان بن کر یا اللہ یا اللہ پُکارنے لگتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کا تصوّر کرنے والا تمام عمر شیطان اور جن سے محفوظ رہتا ہے۔ اُس کی مشق کرنے والے کے لئے قبر خلوت خانہ اور خواب گاہ ہو جاتی ہے۔ جس میں وہ دُلہن کی طرح آرام سے سوتا ہے۔ اِسے دیکھتے ہی منکر نکیر آداب بجا لاتے ہیں۔ حیران اور خاموش رہ کر کہتے ہیں۔ کہ آفرین ہے تم پر۔ یہاں آنا تمہیں مبارک ہو۔ یہ تصوّر فقر کا خاص طریقہ ہے۔ اس کا ذکر کرنے والا ہمیشہ اولیا اور انبیا کی مجلسوں میں اُن کی رُوحوں سے ملاقات کرتا ہے۔ بعض کا اُسے علم ہو جاتا ہے۔ اور بعض کا نہیں۔ جنہیں جانتا ہے وہ ولی اللہ ہیں۔ جو جلالیت کے ذکر سے جوش وخروش میں ہیں۔ جنہیں نہیں جانتا وہ اللہ تعالےٰ کی قباتلے پوشیدہ ہیں۔ جن کے متعلق فرمایا ہے "اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ" میرے بعض دوست میری قباتلے ہیں۔ جنہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر کرنے والے سے دوزخ کی آگ ستر سال کی راہ کے برابر دُور بھاگتی ہے۔ اور اسی سال کی راہ کے برابر بہشت

اُس کے استقبال کے لئے آتا ہے ۔

اسم اللہ ذات کا تصوّر چھ قسم کا ہوتا ہے ۔ اسم اللہ ، اسم لِلّٰہ ۔ اسم لَہٗ ، اسم ھُو ، اسم محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔ کلمہ طیّب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

جب اللہ تعالٰے اور پیغمبر خدا صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہر ایک نام اور کلمۂ طیّبہ میں محو ہوتا ہے ۔ تو تمام گناہ اسم ذات کے نور میں چھپ جاتے ہیں ۔ یہ اُسے حاصل ہوتا ہے ۔ جو اذا التم الفقر فھو اللہ ، جب فقر تمام ہوتا ہے تو وہی اللہ ہے ۔ کے درجے پر پہنچ جاتا ہے ۔

"مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " مرنے سے پہلے مرجانے کا مطلب یہ ہے ۔ کہ موت کے بعد کے حالات زندگی ہی میں اُس پر طاری ہو جائیں ۔ یعنی جان کنی ۔ حساب کتاب ۔ ثواب عذاب ۔ پُلصراط سے گذرنا بہشت میں آنا ۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دست مبارک سے حوض کوثر میں سے شراباً طہورا پینا ۔ رب العالمین کے حضور میں پانسو سال سربسجود رہنا ۔ اور پھر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت میں صف میں کھڑے ہو کر جہان پر روحانی کلمۂ طیّب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر کرنا اور اللہ تعالٰے کے دیدار سے مشرف اور معزز ہونا ۔ ظاہری آنکھ سے نہیں ۔ بلکہ دل کی آنکھ سے ہمیشہ دیدار حق میں محو رہنا ۔ یہ مراتب اُس شخص کے ہیں جسے اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ " کا درجہ حاصل ہو ۔ نیز وہ مرنے سے پہلے مر گیا ہو ۔ یہ سب کچھ کامل مرشد اسم اللہ ذات اور کلمۂ طیّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے حاضرات و تصور سے دکھلا دیتا ہے ۔ سروری قادری جامع مرشد ایسا ہی ہونا چاہیئے ۔

عزیز من ! انسان اُس وقت تک ذاکر نہیں کہلا سکتا ۔ جب تک ذکر کی چابی اُس کے ہاتھ میں نہ ہو ۔ ذکر کی چابی اسم اللہ ذات کا تصوّر ہے ۔ اس چابی سے اِس قدر اور ایسا ذکر کھلتا ہے ۔ جس کا شمار ہی نہیں ہو سکتا ۔ اس کے بدن کے بال الگ الگ ذکر میں ایسا جوش و خروش دکھلاتے ہیں کہ اُس کا چمڑا

گوشت، ہڈیاں اور مغز سب کچھ اَللّٰہُ ھُوْ، اَللّٰہُ ھُوْ کہنے لگتا ہے۔ یہ علامات اُس شخص کی ہیں۔ جسے اسم اللہ ذات کا تصوّر حاصل ہے۔ کہ اُس کے مغز اور پوست میں اسم اللہ ذات سرایت کئے ہوئے ہوتا ہے۔ نیز ذکر کی حسب ذیل چار نشانیاں ہیں:۔

اوّل یہ کہ ذکر فنا فی اللہ کے مشاہدہ میں غرق ہو۔

دوم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری اُسے حاصل ہو۔

سوم ماسوائے اللہ سے بالکل قطع تعلق کئے ہوئے ہو۔

چہارم بقا باللہ کے مرتبے پر پہنچ گیا ہو۔

یہ چار مراتب حسب ذیل چار ذکروں سے تعلق رکھتے ہیں:۔

اوّل ذکر خفیہ عین العیانی۔ جس سے نفس فنا ہوتا ہے۔

دوم ذکر سلطانی۔ اِس سے رُوح کو فرحت ہوتی ہے۔

سوم ذکر قربانی۔ اِس سے دل کو زندگی نصیب ہوتی ہے۔

چہارم ذکر مجموع العلم ذکر حی قیوم۔ جس سے اسرار سبحانی منکشف ہوتے ہیں۔ ربوبیت رحمانی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اِس کا حساب کب لکھا جا سکتا ہے۔

جو شخص ذکر کے سبب دیوانہ اور مست ہو جائے۔ اُس کے بدن کو چھوؤ۔ اگر اُس کا بدن آگ سے زیادہ گرم معلوم ہو۔ تو سمجھو کہ وہ معرفت اِلَّا اللّٰہ کے مشاہدہ میں ہے۔ اگر اُس کا وجود ایسا ہے جیسا مُردوں کا تو سمجھ لو کہ انبیاء اور اولیا کی مجلس سے مشرف ہے۔ یہ مراتب توحید کے ہیں۔ جس شخص کا وجود نہ گرم رہے نہ سرد اور وہ چیختا پکارتا اور روتا ہے۔ سمجھ لو کہ وہ اہل تقلید ہے۔

واضح رہے کہ جب قلب جنبش میں آتا ہے۔ تو صاحب قلب اسم اَللّٰہ کے تصوّر سے قلب کے سر پر اسم اللہ ذات کا نقش دیکھتا ہے۔ جس کے ہر حرف سے آفتاب کی طرح نور شعلہ زن ہوتا ہے۔ اِس نور میں دِل گھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے گرداگرد نور ذات کی تجلیات ہوتی ہیں۔ اس وقت یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکارنے لگتا ہے۔ جب سالک اسم

اللہ ذات کا تصور کرتا ہے۔ تو اُس کے سارے اعضا میں توحید ہی توحید ہوتی ہے پھر وہ زندگی اور موت میں توحید سے نکل نہیں سکتا۔ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں اُس سے ہمکلام رہتا ہے۔ اور ہمیشہ مجلس محمدیؐ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف رہتا ہے۔ دونوں جہان دیکھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی یہی وجہ ہے کہ جب سالک اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے۔ تو اُس کو راگ رنگ اور حسن وغیرہ کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ خواہ گلا داؤدی ہو اور خواہ حسن یوسفی ہی کیوں نہ ہو الست بربکم کی آواز اور تجلی انوار پر لٹو ہوتا ہے۔

جل جلالہٗ
اللہ
جل جلالہٗ

جب سالک لٗہٗ [اللہ] کا تصور کرتا ہے۔ تو وہ اُسے صاف باطن بنا کر معرفت توحید میں لے جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے اللہ تعالےٰ کا منظور نظر بنا دیتا ہے۔ وہ دونو جہان سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ نفس اور شیطان کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اس وقت اُس کا نفس قلب کا لباس پہن لیتا ہے۔ اور قلب روح کا اور روح سر کا لباس پہن لیتا ہے۔ اور چاروں ایک ہو جاتے ہیں۔ تب اُسے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ ہے لٗہٗ +

جو شخص اسم ھُو، کا تصور کرتا ہے۔ علم دعوت شروع ہی میں اُس کو حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ تلاوت قرآن میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ قرآنی آیات پڑھنے کا یہی مطلب ہے۔ اہل دعوت کی علامات یہ ہیں۔ حافظ ربانی ہوتا ہے۔ اُس کا دل زندہ اور نفس مُردہ ہوتا ہے۔ اور اُس کی رُوح کو راحت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص اس طریق سے دعوت پڑھتا ہے۔ وہ قبور کا عامل اور حضور میں کامل ہو جاتا ہے +

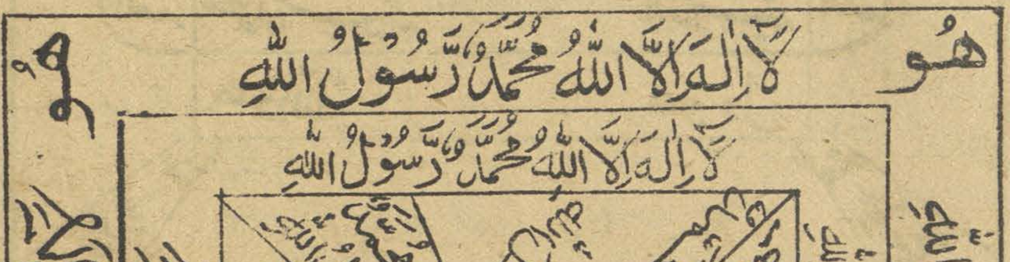
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میم سے معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ حرف ح سے مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے میم سے دونو جہان کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اور دال سے تمام مقاصد رونما ہوتے ہیں۔ چاروں حروف ننگی تلوار کافروں اور یہودیوں کے قتل کے لئے یہ ہے :-

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	محمدؐ	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص اسم فقر کا تصوّر کرتا ہے۔ وہ لایحتاج ہوتا ہے۔ اُسے دنیا اور آخرت کے تمام خزانوں کا تصرّف حاصل ہوجاتا ہے۔ جس چیز کو ہونے کے لئے کہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہوجاتی ہے جب وہ اسم فقر کا تصوّر کرتا ہے۔ اسے سالک ان الفقر کہتے ہیں۔ اس سے جز و کل کی جمعیت نصیب ہوتی ہے۔ وہ اسم فقر یہ ہے :۔

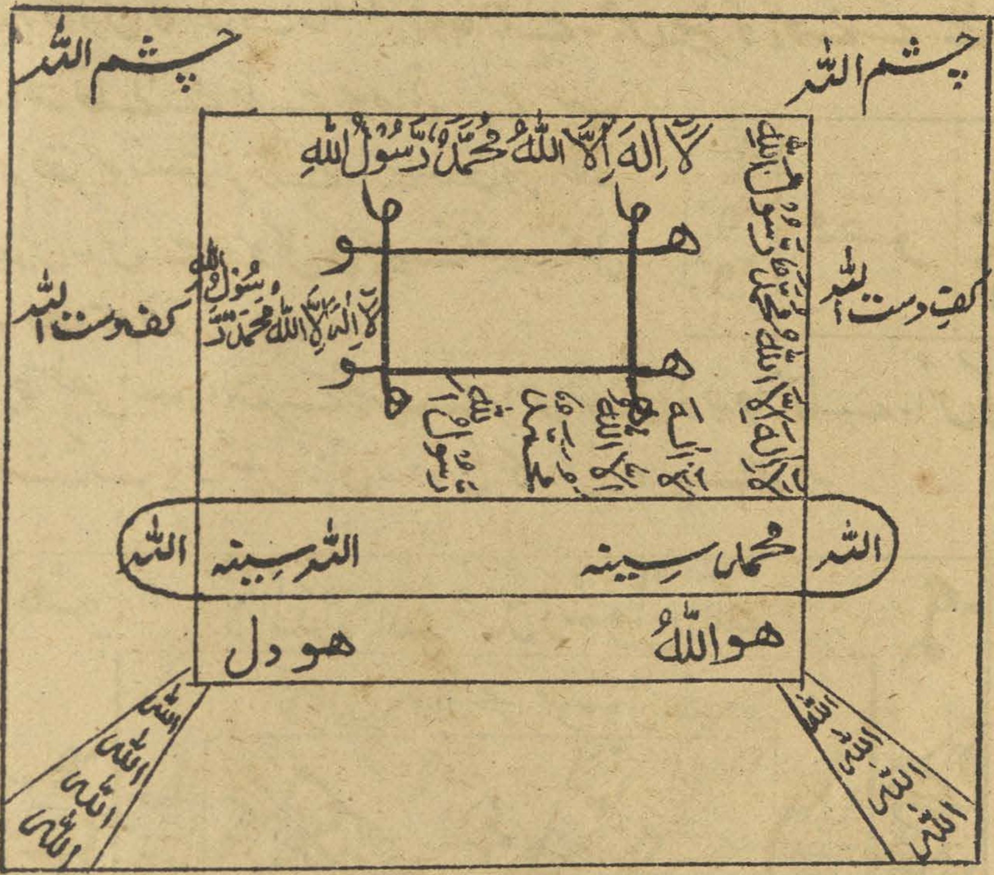
الفقر فخری	فقر	الفقر فخری

جو شخص حضور اللہ کے قرب سے اس طرح کی توجہ جانتا ہے۔ اُس کی توجہ قیامت تک باز نہیں رہتی۔ دماغ کا دائرہ یہ ہے :۔



واضح ہے کہ اسم اللہ ذات اسم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور کلمہ طیّب کے تصوّر سے علم روشن اور واضح ہوجاتا ہے۔ علم ظاہر یعنی عبادات ومعاملات اور علم باطن یعنی معرفت توحید۔ نور ذات کے مشاہدات کیونکہ دو ہی علم ہیں۔ ایک علم معاملہ دوسرا علم مکاشفہ۔ ان تینوں کے تصوّر کا

نقش یہ ہے :-



۵- لا تقم فی حرص لذّات الجسد

ان فی جیدھا حبلٌ من مسد

تم جسمانی لذتوں کے لالچ پر آمادہ نہ رہو۔ کیونکہ ایسے کے گلے میں مُونج کی رسّی ہُوا کرتی ہے ٭

ایھا المذکور فی قید الذّنوب

ایّھا المحروم من سر الغیوب

اے گناہوں کی قید میں مبتلا، اور اے غیب کے بھیدوں سے محروم ٭

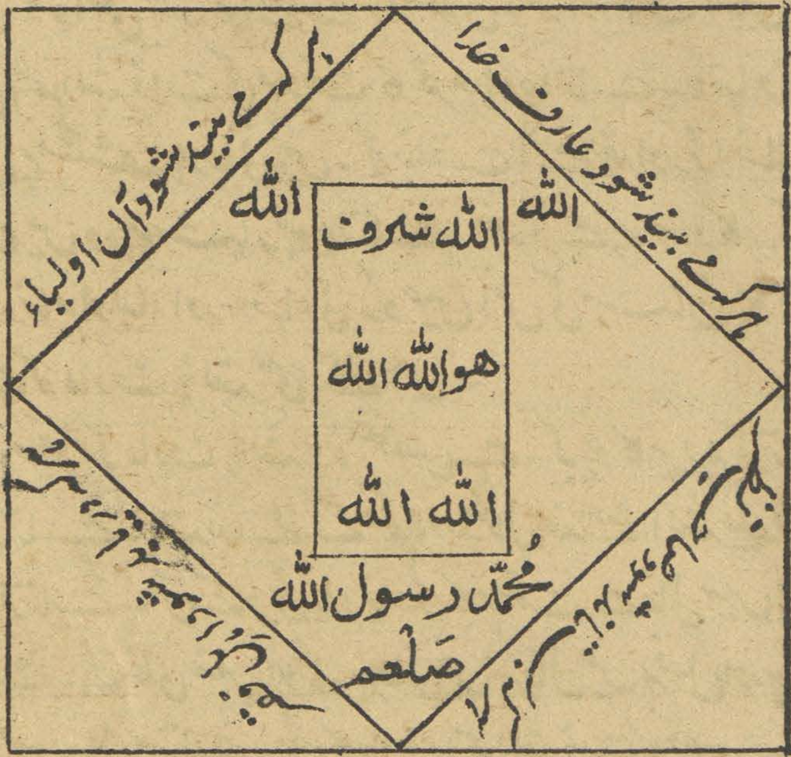
قم توجہ شطر اقلیم النعیم

واذکر الاوطان والعھد القدیم

اُٹھ کر بہشتی نعمتوں کی طرف متوجہ ہو، اور قدیمی اقرار اور اصلی وطن کو یاد کر ٭

اسم اللہ اسم اعظم ہے۔ اسم اللہ اسم معظم ہے۔ اسم لہٗ اسم مکرّم ہے

اسم ھُو اسم عظمت ہے۔ اِن سے یکبارگی اللہ تعالےٰ کی حضوری نصیب ہوتی ہے اِن سے پہلے ہی دن حضور پُر نور کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ جس میں نہ رجعت ہے نہ غم۔ وہ تمام اسماء اِس دائرہ میں لکھے گئے ہیں:۔



ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے انس الفت اور پیار نہیں کرتا۔ اس کا دل ذکر تصدیق سے اس طرح زندہ ہوجاتا ہے۔ کہ نہ زندگی میں مرتا ہے نہ موت میں۔ رُوح کے ذاکر کو اولیائے کرام اور انبیا علیہم السلام کی مجلس دائمی حاصل ہوتی ہے ایسے ذاکر کو نفسانی مجلس پسند نہیں آتی۔ سر کے ذاکر پر ظاہر و باطن میں تجلیات مشاہدہ باران رحمت کی طرح برستی ہیں۔ جب چاروں ذکر یکبارگی کھل جاتے ہیں۔ تو عارف باللہ اور خاکسار فقیر ہوجاتا ہے۔

واضح رہے کہ جب اسم اللہ ذات کے تصوّر والا اس کے حروف کے تصوّر میں مستغرق ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر حرف زمین و آسمان عرش و کرسی لوح و قلم سے زیادہ وسیع ہے۔ بلکہ دونوں جہان سے زیادہ وسیع ہے۔ تو اس پر معرفت مطلق۔ توحید۔ فنا فی اللہ۔ بقا باللہ۔ تجرید اور تفرید کے مقامات منکشف ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اسم اللہ ذات کا محرم ہوجاتا ہے۔ اُس کی ذات مطلق ذات میں

مل جاتی ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کی معرفت میں محو ہو جائے، وہ پاک ہو جاتا ہے۔ اسے قیامت کے دن حساب کا کھٹکا نہیں رہتا +

قولہٗ تعالیٰ۔ "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" واقعی اللہ تعالےٰ کے دوستوں کو غم اور خوف نہیں ہوتا +

جو شخص اسم اللہ ذات کی معرفت کا محرم ہو جاتا ہے۔ دُنیا و آخرت کی تمام چیزیں اُس پر منکشف ہو جاتی ہیں۔ گو خلقت اُسے حقیر اور بُرا خیال کرتی ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اور اُسے پروردگار کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور تمام اولیاء اور انبیاء کی رُوحیں اُس کی مشتاق ہو جاتی ہیں۔ ایسے عارف کو عارف باللہ بھی کہتے ہیں +

پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ وہ شخص ہے۔ کہ جو کام وہ کرتا ہے۔ یا جو آرزو وہ کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے حکم اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے کرتا ہے۔ اُس کے دینی یا دنیاوی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر حال میں ہر قال میں ہر فعل اور ہر قول میں اسے معرفت الٰہی کا وصال ہوتا ہے۔ اُن کا وصل اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ ایسے لوگوں کا ہر فعل اصل مطلق کا وصال ہے۔ اگرچہ اُن کا فعل خلقت کے نزدیک گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ اصل میں باعث ثواب اور درست ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی سورۂ کہف میں حضرت موسےٰ علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کی حکایت سے ظاہر ہے۔ کہ بظاہر حضرت خضر علیہ السّلام کا کشتی توڑنا۔ دیوار گرانا۔ اور بچہ کو قتل کرنا گناہ تھا۔ لیکن حقیقت میں سراسر درست تھا۔ اسی واسطے حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا۔ کہ اب تیری میری نہیں نبھتی،

واضح رہے کہ مخلوق کی کوئی چیز اور توحید آیات قرآنی سے باہر نہیں۔ تمام خشک وتر اسی میں ہے +

واضح رہے کہ بعض بزرگوں نے بارہ یا چالیس سال ریاضت کر کے لوح محفوظ کا مطالعہ کیا۔ عرش اکبر تک پہنچے۔ اور اس سے اوپر ہزارہا مقام طے کر کے غوثیت اور قطبیت کا درجہ حاصل کیا۔ پھر اُن کے بیشمار مُرید ہوئے۔

مرتبہ اور مال و دولت مل گیا۔ کشف و کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ اور موکل اور جن اُن کے ماتحت ہو گئے۔ تو وہ سمجھنے لگے۔ کہ بس اب ہم کو معرفت الٰہی حاصل ہو گئی ہے۔ بعض بزرگ قلبی ذکر کے سبب لوحِ ضمیر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اُسی کو اللہ تعالےٰ کی توحید اور معرفت کہتے ہیں۔ بعض کا دماغ ذکر روحانی کے سبب جنبش میں آتا ہے۔ تو وہ تجلّی رُوح کو ہی اللہ تعالےٰ کی توحید اور معرفت خیال کرنے لگتے ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک مرتبہ کے کئی درجے ہیں۔ اور یہ مراتب اور درجات اہل تقلید کے ہیں۔ یہ فقر محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور معرفت و توحید الٰہی سے بہت دُور ہیں ٭

مطلب یہ ہے کہ کسی نے نہ اللہ تعالےٰ کی ابتدا دیکھی ہے۔ اور نہ کوئی اُس کی انتہا کو پہنچا ہے۔ پس اِس حساب سے معرفت کیا چیز ہوئی۔ اور توحید کِسے کہتے ہیں۔ اور مشاہدہ قربِ حضوری سے کیا مراد ہے۔ سُنو!

معرفت الٰہی توحید۔ قرب۔ توحید اور مشاہدہ حضور کا یہ مطلب ہے کہ جب طالب اللہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیّب کا تصوّر کرتا ہے۔ تو کلمہ طیّب اور اسم ذات کے ہر ایک حرف سے سُورج کی طرح نور نکل کر اُسے اپنے آپ میں لپیٹ کر مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جاتا ہے۔ حضور جس سے مراد لامکان ہے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مدّنظر ہے۔ وہاں دریائے وحدت لہریں مارتا ہے۔ اِن لہروں میں سے وحدہٗ وحدہٗ کی بلند آواز نکلتی ہے۔ دریائے توحید کے دوسرے کنارے پر نور الٰہی پہنچتا ہوا دیکھ کر عارف ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے اُن کی گردن پکڑ کر دریائے وحدت میں پھینک کر غوطے لگواتے ہیں۔ اُن لوگوں کو توحید کے غوطہ خور کہتے ہیں۔ ایسے لوگ فنا فی اللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتے ہیں۔ بعض غوطہ لگا کر سالک مجذوب ہو جاتے ہیں۔ اور بعض مجذوب سالک صاحب اہل توحید ذات۔ اور ذات کے مراتب سے محجوب رہتے ہیں۔ جو لوگ لامکان میں پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نور توحید کے دریا میں ہم غوطہ لگا آئے ہیں۔ جب اُس کی مثال ہی

نہیں ملتی کیونکہ لامکان ایک غیر مخلوق چیز ہے۔ تو پھر اُس کا نام لامکان کیونکر رکھ سکتے ہیں۔ صرف اس واسطے اُسے لامکان کہتے ہیں۔ کہ وہاں نہ دنیا کی گندگی ہے۔ نہ نفس کی خواہشات۔ وہاں تو ہمیشہ بندگی میں غرق رہتے ہیں۔ شیطان کبھی لامکان میں نہیں پہنچ سکتا۔

قولہٗ تعالیٰ:- فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ" لامکان میں جس طرف بھی دیکھوگے نور توحید ہی نظر آئے گا۔

یہ مراتب رفاقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت اور کلمۂ طیبّ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ہے لامکان کی تحقیق۔ جو شخص اس میں شک کرے وہ کافرِ بے دین ہے۔

مطلب یہ ہے۔ کہ جب تک طالب کا وجود چار ذکر۔ چار فکر۔ چار مراقبہ سے پختہ نہ ہو جائے۔ اُس کا وجود مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق نہیں ہوتا۔ چار ذکر حسب ذیل ہیں:۔

اوّل۔ ذکر زوال جس کو شروع کرتے ہی ہر اعلےٰ ادنےٰ خلقت کے رجوع کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ طالب اور مرید بکثرت اور بے شمار ہیں۔ جب ذکر زوال اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ تو تمام مرید اور طالب پھر جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ذکر و فکر سے ہزار ہا بار استغفار ہے۔ صرف وہی طالب اور سچا مرید قایم رہتا ہے۔ جو انتہا کو پہنچ چکا ہو۔ اور جسے معرفت و وصال الٰہی حاصل ہو۔

دوم۔ ذکر کمال۔ اِس ذکر کو شروع کرتے ہی فرشتے رجوع کرتے ہیں۔ گروہا گروہ فرشتے اور کراماً کاتبین گردا گرد رہتے ہیں۔ اور نیک و بد کے متعلق خبر دیتے ہیں۔ گناہ سے باز رکھتے ہیں۔

سوم۔ ذکر وصال۔ اِس ذکر کو شروع کرتے ہی اولیاء اور انبیاء کی باطنی مجلس حاصل ہوتی ہے۔ جب یہ ذکر ختم ہوتا ہے۔ تو

چہارم۔ ذکر احوال شروع ہوتا ہے۔ اِس سے نور تجلیات اور فنا فی اللہ و بقا باللہ کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔

پھر چاروں ذکر کے بعد فکر ہوتے ہیں۔ ان کے بعد وجود مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہوتا ہے ؎

واضح رہے کہ جس شخص پر تلقین تعلیم اور ارشاد کا اثر نہ ہوتا ہو۔ اُس کا دل ذکر الٰہی میں مشغول نہ ہوتا ہو۔ اسم اللہ ذات اُس کے دل پر نہ ٹھہرتا ہو۔ تو اُس کو چاہیئے کہ اپنے وجود پر اسم اللہ ذات کے تصوّر کی مشق کرے۔ یعنی آنکھوں۔ پیشانی۔ زبان دونوں کانوں قالب اور سینہ۔ دونوں ہتھیلیوں ناف اور دائیں بائیں۔ آگے پیچھے اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشق کرے۔ سر اور دماغ میں اِسم ھُو کی مشق کرے۔ اگر اس طرح تمام وجود میں وہ اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق کرے گا۔ تو اُس کے سارے اعضاء نور سے پُر ہو جائیں گے۔ اور اُس کے وجود پر اسم اللہ ذات غالب آجائیگا۔ اور اُس پر پُورا پورا اثر کرنے لگے گا ؎

اگر کوئی شخص چاہے۔ کہ مجھ سے ایمان کسی حالت میں بھی جُدا نہ ہو۔ بلکہ زیادہ ہی چمکتا رہے۔ اور بالکل زائل نہ ہو۔ اور دائمی طور پر معرفت اور مشاہدہ الٰہی حاصل ہو۔ تو اُسے چاہیئے کہ ہمیشہ اسم اللہ ذات کا تصوّر کرے کیونکہ خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اسم اللہ ذات کے تصوّر میں غرق رہتے تھے۔ اگر کسی شخص کے وجُود میں اسم اللہ ذات قرار نہ کرے۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ دن رات تفکّر سے اپنے دل۔ سینے و دماغ اور آنکھوں پر اسم اللہ ذات لکھے۔ چند روز بعد اسم اللہ ذات اُس کے ساتوں اعضاء پر غالب آجائے گا۔ اور سر سے پاؤں تک تجلّیات ذات لہریں مارینگی۔ تو اسم اللہ ذات وجود میں اس طرح قرار کریگا۔ کہ پھر اُس سے کبھی جُدا نہ ہو گا۔ جو شخص سر اور دماغ میں یہ مشق کرے گا۔ سر سے پاؤں تک تمام وجود نور ہو جائیگا۔ اُس کا باطن آباد ہو گا۔ جو کچھ دیکھیگا۔ قدرت الٰہی دیکھ سکے گا۔ نور کا مشاہدہ کر سکے گا۔ اس کو دائمی حضور اور آگاہی کہتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا، کا علم معلوم ہوتا ہے۔ جو شخص اس قسم کی قرب حضور اللہ کی توجہ جانتا ہے۔ اُس کی توجہ قیامت تک باز

نہیں رہتی ۔

دائرہ دماغ یہ ہے۔



جس شخص کا نفس سرکش ہو۔ اور اُس کی خواہشات شیطان کی مرضی کے مطابق ہوں۔ یا ظاہر میں مفلس ہو۔ دل غنی نہ ہو۔ باطن میں مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اُسے حاصل نہ ہو۔ فقر و فاقہ اور گدائی اور درویشی میں گھبرایا ہوا ہو۔ فقر اضطراری میں گرفتار ہو۔ یا جو کوئی کسی کامل کے پاس جائے۔ اور وہ اُسے کہدے کہ تو اس کے لائق نہیں۔ تو واصل حق نہیں ہو سکتا۔ اور وہ شکستہ دل ہو جائے۔ یا جو دائمی بیمار ہو۔ اور بیماری سے گھبرا گیا۔ اُسے نیند نہ آتی ہو اور اُسے طبیب اور حکیم لاعلاج قرار دیتے ہوں۔ یا کوئی شخص دعوت پڑھنے سے رجعت میں مبتلا ہو کر دیوانہ ہو گیا ہو۔ یا کوئی فقیر اعلےٰ مرتبہ سے ادنےٰ مرتبے پر گر گیا ہو۔ یا سالک سلوک کا دروازہ بند ہو گیا ہو۔ یا کوئی شخص اس کا ایسا دشمن ہو۔ کہ وہ دوست نہ ہوتا ہو۔ اور مخلص نہ بنتا ہو۔ یا جس طالب پر مرشد ناراض ہو کر سب کچھ اُس سے سلب کرلے۔ اور وہ دیوانہ ہو جائے۔ یا

کسی سے دعوت رواں نہ ہوتی ہو۔ اور ذکر کی قبض وسط اور سکر و سہو سے خلاصی نہ ہوتی ہو۔ یا جو خواب اور مراقبہ میں اچھے حالات نہ دیکھتا ہو۔ اور اہل بدعت کی مجلس میں بیٹھتا ہو۔ جس پر نیند کا غلبہ ہو۔ اور اُس کا دل بیدار نہ ہوتا ہو۔ یا جو بدکاری اور شراب نوشی نہ چھوڑ سکتا ہو۔ اِن مذکورہ بالا تمام باتوں کا صرف یہ ایک علاج ہے۔ کہ اسم اللہ ذات اور کلمۂ طیبہ کے تصور سے ہر ایک کا دفعیہ کرے ؛

جو شخص دعوت اہل قبور جانتا ہے۔ وہ ہر ایک کو اپنے مرتبے پر پہنچا کر اُس کی مطلب بر آری کر سکتا ہے۔ اُسے عام آدمیوں حکیم مطلق کے خاص خزانوں اور دین و دنیا کا تصرّف حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات کا تصوّ واحدانیّت ہے۔ یہ علمائے الٰہی ہے۔ ریاضت سے ہاتھ نہیں آتا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فیض اور فضل ہے۔ بغیر مجاہدہ اور بامشاہدہ ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی بخشش ہے۔ محنت نہیں۔ سراسر معرفت اور محبّت ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کی یہ راہ ذکر و مذکور سے نہیں۔ بلکہ قرب حضور ہے۔ یہ راہ اللہ تعالےٰ کا لطف و کرم ہے۔ فکر سے نہیں۔ فنائے نفس ہے۔ یہ راہ اولیاء اللہ کا شرف ہے۔ اس سے دنیا کا طلب کرنا مراد نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توحید میں مستغرق ہونا ہے۔ یہ راہ دعوت نہیں۔ بلکہ جمعیت ہے۔ اس سے ذات و صفات کے تمام مقامات منکشف ہوتے ہیں۔ جب ناف سے قلب اور دماغ تک تفکر کی انگل سے ستر مشقیں تصوّر کی کرے۔ تو اس سے تمام جزو کل واضح ہو جاتا ہے۔ اور وجود نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن ہو جاتا ہے۔ یہی نور جمعیت کی۔ اصلی مقصد۔ معرفت اور توحید معبود ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے چاروں حروف سے چار دریا پیدا ہوتے ہیں :۔

اوّل۔ دریائے توکل۔ دوسرا دریائے ترک دنیا۔ تیسرا دریائے معرفت چوتھا دریائے توحید ؛

جو شخص ان چاروں دریاؤں میں غوطہ لگاتا ہے۔ وہ فقیر عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب قادری عارف کے ہیں۔ جو ذاکر ہوتا ہے۔ اور اس میں

نور الہدیٰ کی قوت ہوتی ہے ؎

کسے را تصور بتاثیر شد کہ غالب بکونین او میر شد

جس شخص پر تصور کرتا ہے۔ وہ دونوں جہان کا غالب سردار ہو جاتا ہے ؎

کہ روشن تصور بہ از آفتاب جمالش نماید شود بے حجاب

روشن تصور آفتاب سے بہتر ہوتا ہے۔ اور اس سے بے حجاب جمال نصیب ہوتا ہے ✦

تصور کے غلبہ سے نفس غلام۔ مغلوب اور فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ اور وجود میں باتیں کرنے لگتا ہے۔ توجہ اور تصور سے نفس اپنے آپ کو پہچان کر بود سے نابود ہو جاتا ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا۔ اس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔ تصور کے غلبہ سے قلب کو قوت قدرت قرب اور ہدایت حاصل ہوتے ہیں۔ اور روح کو ذات الٰہی کی لذت نصیب ہوتی ہے۔ نفس کی قید سے روح کو رہائی حاصل ہوتی ہے تصور کے غلبہ سے تمام انوار الٰہی کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ تصور کے غلبہ سے لامحتاج اور بے نیاز فقیر بن جاتا ہے ✦

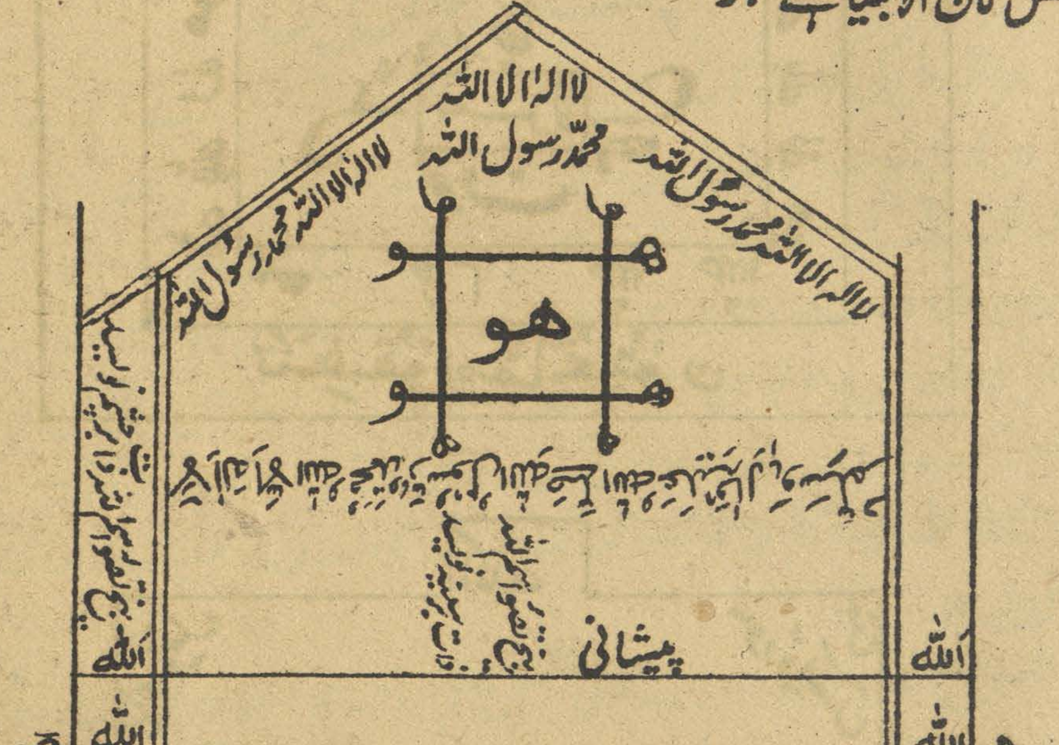
واضح رہے کہ تصور تین ہیں۔ اسم اللہ ذات کا تصور۔ اسم محمدؐ کا تصور۔ اور کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا تصور۔ تصور سے پہلے دو علم واضح ہوتے ہیں۔ ایک علم ظاہر یعنی عبادت و معاملات کا علم۔ دوسرا علم باطن یعنی معرفت نور ذات "العلم علمان علم المعاملة وعلم المکاشفة" تینوں تصوروں کا نقش یہ ہے :۔

اللہ للہ لہٗ ھو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کف دست

یہ تصور مشکل کشا ہے۔ جو شخص اس قسم کی توجہ جانتا ہے۔ وہ عرش سے تحت الثریٰ

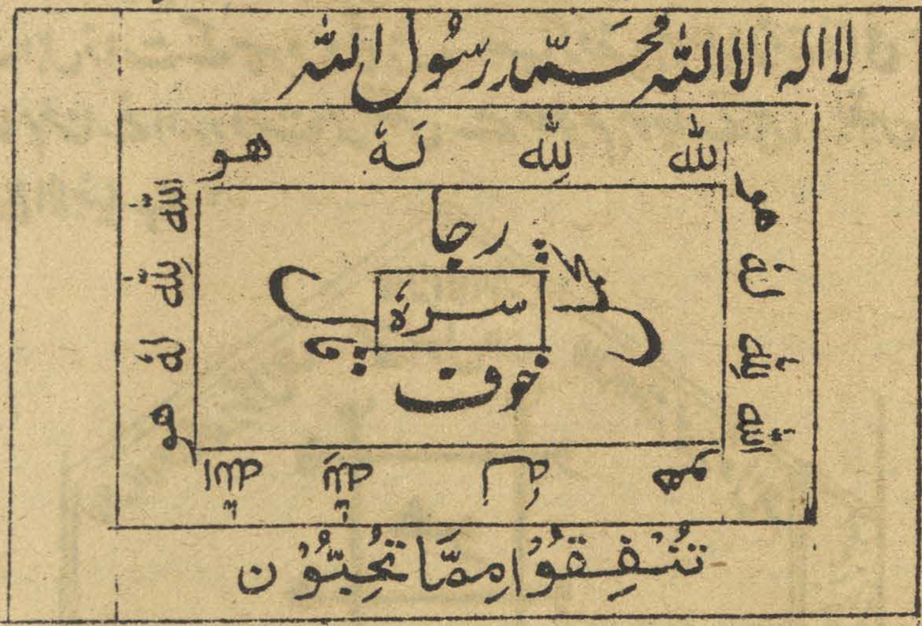
تک اپنا ہاتھ پہنچا سکتا ہے۔ اہل تصور فقیر ہر ملک و ولایت کا سردار ہوتا ہے۔ اور تمام بندوبست اُس کے ہاتھ ہوتا ہے۔ وہ مالک الملک اور صاحب اختیار ہوتا ہے جسے چاہے بادشاہی دے۔ جسے چاہے ملک سے نکال دے۔ یہ خدمات اہل ذات کے سپرد ہوتی ہیں۔ جیسا کہ فقیر باہو علیہ الرحمۃ فنا فی ہو ؎ فقر کے تمام خزانے اور دولت اِس نقش سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ یقین مانو یہی نقش تاج الانبیاء ہے:-

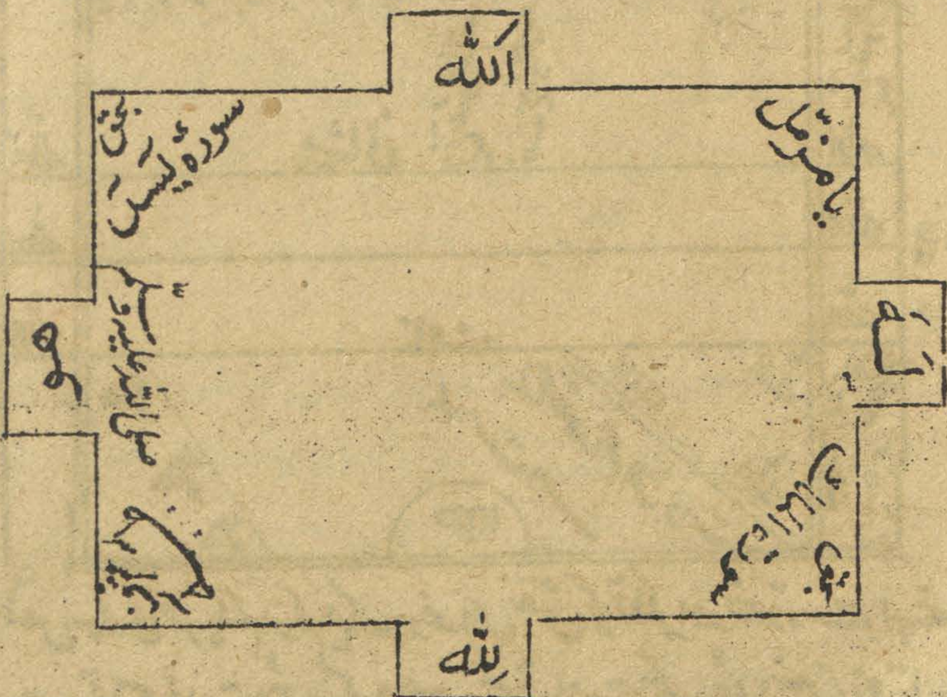


جو شخص ساری عمر یا کم از کم ایک دفعہ اِس نقش کو تفکر اور تصور سے اپنے وجود میں لکھتا ہے۔ تو اسم ذات اُس کے وجود سے قیامت تک جدا نہیں ہوتا۔ اور ایسا اثر کرتا ہے کہ اُس کی زندگی اور موت ایک ہو جاتی ہے۔ جو شخص اِس نقش کو دماغ پر لکھتا ہے۔ اُس پر اسرار محبت اور مشاہدہ حضوری منکشف ہوتے ہیں۔ اور اُسے مراقبہ میں معراج اور ملاقات ہوتے ہیں۔ یہ علم سینہ بہ سینہ ہیں۔

اسم اللہ ذات کے اِس نقش سے نفس کو پاکیزگی۔ دل کو صفائی۔ رُوح کو روشنی اور سر کو تجلّی ہوتی ہے۔ وہ نقش یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ





باب چہارم

مراقبہ کے بیان میں

مراقبہ دل کی نگہبانی کو کہتے ہیں۔ کہ دل کے اندر غیر حق جانے نہ پائے خطرات نفسانی اور خطراتِ شیطانی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں۔ غرضے کہ جو کچھ بھی اللہ تعالےٰ کے سوا ہے۔ اُس سے پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ مراقبہ سے انسان خدا رسیدہ ہوتا ہے۔ اور اُسے مشاہدہ خاص ہوتا ہے۔ مراقب اُس شخص کو کہتے ہیں۔ جو غیر حق کو محو کرکے یعنی خطرات کی نفی کرکے حق تعالیٰ کی اسم ذاتی کا تصور کرے۔ مراقبہ سے انسان محبوب اور محرم راز ہو جاتا ہے۔ اگر مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مراقبہ کیا جائے۔ تو انسان کو تجلّیات ذات ہوتی ہیں +

شرح مراقبہ:- جب کوئی شخص علم مراقبہ کا مطالعہ کرتا ہے۔ اُس میں محبت بڑھتی ہے۔ اور اُس پر سات مجلسیں منکشف ہوتی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کی تمام روحیں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ علم مراقبہ کا ابتدائی سبق ہے۔ مراقبہ سے انسان محرم اسرار ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کا مراقبہ حضور کے مشاہدات دکھاتا ہے۔ اور لامکان میں پہنچاتا ہے۔ جو شخص ذکر فکر میں دم کو روکے وہ حیوان پریشان اور نادان ہے۔ اُسے مراقبہ کی قدر ہی نہیں۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور توجہ اور مراقبہ کرتا ہے۔ مرتبہ موت کے حالات کا مشاہدہ کرتا ہے یعنی جان کنی قبر کی حقیقت، منکر اور نکیر کے سوال و جواب۔ روز قیامت کا حساب کتاب، پلصراط پر سے گذرنا۔ بہشت میں داخل ہونا۔ حور و قصور کا دیکھنا، اور دیدار پروردگار سے مشرف ہونا۔ مراقبہ کرنے والے کو حق الیقین کا درجہ عطا ہوتا ہے +

ع گر بگویم شرحِ ایں احوال را
یکے عبرت خورد مردِ خدا

اگر میں ان حالات کی تشریح کروں۔ تو ہر ایک مردِ خدا کو عبرت ہو جائے ✣

مراقبہ ایمان کا چوتھی ہے۔ اِس سے مراقب اللہ تعالےٰ کا مقرب ہو جاتا ہے ✣

واضح رہے کہ مراقبہ چار چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جو محض چار میم ہیں ✣

اوّل مراقبہ محبّت۔ اِس سے اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ بات اسم اللہ ذات کے تصور سے ہاتھ آتی ہے ✣

دوسرا مراقبہ معرفت۔ اس سے توحید الٰہی کا نور نمودار ہوتا ہے۔ یہ بات بھی اسم اللہ ذات کے تصوّر سے حاصل ہوتی ہے ✣

تیسرا مراقبہ معراج۔ اِس سے دلی نماز منکشف ہوتی ہے۔ اور ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ ذوق و فرحت ہوتی ہے۔ تمام جسم زندہ ہو جاتا ہے۔ ہر بال یا اللہ یا اللہ پکارنے لگتا ہے۔ یہ بات بھی اِسم اللہ ذات کے تصوّر سے حاصل ہوتی ہے ✣

چوتھا مراقبہ مجموعۃ الوجُود۔ اس سے تمام وجود سر سے پاؤں تک مشاہدہ میں گھر جاتا ہے۔ اور مراقب نفس اور شیطان پر غالب آجاتا ہے ✣

یہ مراقبہ کرنے والا جب تک ہر ایک ولیؒ اور نبیؑ سے ملاقات نہیں کر لیتا۔ تب تک مراقبہ نہیں چھوڑتا۔ خواہ لوگوں کی نگاہوں میں وہ وقت ایک لحظہ ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں وہ ستر سال کے برابر ہوتا ہے۔ اِس قسم کا مراقبہ کرنے والے کے وجود کے ہر عضو سے ستر ہزار نورانی صورتیں ذکرِ الٰہی کرتی ہوئیں نمودار ہوتی ہیں۔ جب صاحب مراقبہ مراقبہ چھوڑتا ہے۔ تو وہ شکلیں پھر اپنے اصلی مقام پہ چلی جاتی ہیں۔ بعض لوگوں کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص مراقبہ کر رہا ہے۔ اور بعض کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ مراقبہ نہیں کر رہا۔ یہ مراقبہ اسم ھُوْ کے تصوّر سے ہوتا ہے۔ اسم ھُوْ سے چار ذکر کھلتے ہیں۔

جنہیں غرق حضور کہتے ہیں :۔

اوّل۔ ذکر حامل۔ یہ مرشد کامل سے حاصل ہوتا ہے +

دوم۔ ذکر سلطانی۔ اِس سے انسان نفسانی خواہشات سے نکل کر لاہوت لامکانی میں پہنچ جاتا ہے +

سوم۔ ذکر قربانی۔ اِس کے سبب انسان خطرات شیطانی سے بچ جاتا ہے +

چہارم۔ ذکر خفی۔ اِس کے سبب ذاکر مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم میں ہمیشہ کے لئے مشرف ہو جاتا ہے +

جو شخص اِن اذکار سے واقف نہیں۔ اُس کا مراقبہ مردود ہے۔ اور اُس کا طالب مُردار۔ دنیاوی خطرات کے سبب اس کا دل سیاہ ہوتا ہے۔ اہل دنیا کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ خواہ دُنیا میں وہ کتنا ہی صاحب مرتبہ ہو۔ اور صاحب روضہ و خانقاہ ہو +

جس شخص کی نگاہ آخرت کے مُلک پر ہوتی ہے۔ وہ نفس اور شیطان سے فارغ ہو جاتا ہے۔ وہ صاحب وصف کریم ہے۔ اللہ بس باقی ہوس +

مراقبہ کے مراتب مراقبے والا ہی جانتا ہے۔ اس کے مراتب بہت بڑے ہیں۔ چنانچہ یہی سیدھی راہ اور راہ ہدایت ہے۔ یہی راہ محمّدی صلے اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور بغیر مراقبہ درست نہیں۔ یہی مراقبہ خاص الخاص اور اصلی بنیاد ہے۔ یعنی اسم اللہ ذات کا مراقبہ۔ اگر یہ مراقبہ ذکر فکر اور تسبیح سے کیا جائے۔ تو اُس سے معرفت الٰہی اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ انبیاء اور اَولیا سے ملاقات ہوتی ہے جس میں یہ دو وصف نہ ہوں۔ سمجھو کہ اُس کا مراقبہ غلط ہے۔ اُسے مراقبہ کرنا ہی نہیں آتا۔ مراقبہ نفس اور شیطان سے بچاتا ہے۔ دنیاوی پریشان خیالات کو دُور کرتا ہے۔ اور منزل بمنزل لے جاکر مقام غرق اِلّا اللہ اور مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اگر درست طریقہ سے مراقبہ کیا جائے۔ تو جس وقت چاہیں مجلس نبویؐ میں پہنچ سکتے ہیں۔ اِس سے خاتمہ

باخبر ہوتا ہے۔ باطن آباد ہوتا ہے +

واضح رہے کہ تین چیزیں کبھی چھپی نہیں رہتیں۔ خواہ اُنہیں ہزار ہا پردوں میں چھپایا جائے۔ اوّل آفتاب۔ دوم دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو۔ سوم معرفت الٰہی +

واضح رہے کہ جو شخص مراقبہ یا خواب میں بہشت میں جا کر بہشتی کھانا کھائے اور بہشتی نہر سے پانی پیئے۔ حور و قصور دیکھے۔ تو جب وہ مراقبہ سے فارغ ہوگا تو عمر بھر اُس کو کھانے پینے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ بھوک پیاس کا اُس کے وجود میں نام و نشان تک نہ رہیگا۔ تمام عمر اُس کی آنکھوں میں نیند نہ آئے گی۔ خواہ لوگوں کو دکھانے کے لئے آنکھیں بند ہی کرے۔ تمام عمر ایک ہی وضو سے گزار دیگا۔ اُس کے بدن میں بندگی کی ایسی قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی۔ کہ دن رات لگاتار اُس میں مصروف رہیگا۔ صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے کھائے پیئے گا۔ اُس کے لئے گرمی اور جاڑا برابر ہوں گے۔ دونوں ہی سے اُسے لذّت حاصل ہوگی۔ یہ درویش کے نہایت ادنےٰ اوصاف ہیں۔ فقیر کو ایسے اوصاف و مراتب سے شرم آتی ہے۔ یہ باتیں فقر محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے بعید ہیں۔ یہ نفسانی خواہشات کا نتیجہ ہے۔ فقر کا انتہائی مرتبہ یہ ہے۔ کہ مراقبہ یا خواب میں لقائے الٰہی سے مشرّف ہوتا ہے۔ اِس کے وجود میں توحید و معرفت اور اسم اللہ ذات کے ذکر و تصوّر کے سبب ایسی آگ پیدا ہوگی۔ کہ دن رات برابر لگی رہے گی۔ ایسا شخص نفس پر قہر و غضب کریگا۔ بدن پر شریعت کا لباس پہنے گا۔ اور یہ حدیث پڑھے گا ” تفکروا فی لقایہٖ ولا تفکروا فی ذاتہٖ “ اس کے دیدار کے متعلق سوچ بچار کرو۔ اُس کی ذات کے متعلق کچھ نہ سوچو +

اللہ تعالےٰ کی معرفت اور توحید بڑی نعمت ہے۔ بے مثل اور بے مثال ہے۔ ذکر کی آگ سے وجود بمنزلہ تنور ہو جاتا ہے۔ جو اعضا کو اس طرح جلا دیتا ہے۔ جس طرح آگ خشک ایندھن کو۔ اگر اِس جلالیّت حضوری کی آگ ایک ذرّہ زمین و آسمان پر نگاہ کرے۔ تو سب کچھ جل جائے۔ آفرین ہے۔

انسان کی ہمت پر کہ جلتا ہے۔ اور دم نہیں مارتا۔ اور قیامت تک اس آگ میں جلے جاتا ہے۔ اس ریاضت سے بڑھ کر کوئی ریاضت سخت نہیں بعض انسان مراتب پر پہنچ کر کافر اور مشرک ہو جاتے ہیں۔ بعض مجنوں اور دیوانے بعض مجذوب۔ لیکن جو شخص اس بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ وہ شریعت کا لباس پہن کر باخبر اور ہوشیار رہتا ہے۔ خلقت کو ستاتا نہیں۔ ہزارہا اس آگ میں جلتے ہیں۔ ان میں سے شاذ و نادر کوئی ایک آدھ معرفت الہٰی کے آب رحمت سے سرد ہوتا ہے۔ اور محبوب کے مرتبے پر پہنچتا ہے۔ یہ قال میرے حال پر صادق آتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس +

تجھے معلوم ہے۔ کہ زمین و آسمان کا ہر طبقہ بے سہارے کھڑا ہے۔ یہ قیامت تک اسم اللہ ذات کی طرف متوجہ رہیں گے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے۔ سب اللہ تعالےٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے +

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔ وہ پاک غالب اور صاحب حکمت بادشاہ یعنی اللہ تعالےٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے +

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ ہم نے امانت کا بوجھ زمین و آسمان کے پیش کیا تو انہوں نے ڈر کر اس کے اٹھانے سے انکار کیا۔ لیکن انسان نے اس بوجھ کو اٹھایا۔ بیشک یہ انسان ظالم اور جاہل تھا +

سنو! یہ امانت کا بوجھ واقعی بہت بھاری ہے۔ اسے وہی اٹھاتا ہے۔ جو اس کے لائق ہے۔ بس جب کہ زمین و آسمان اور پہاڑ اس کے اٹھانے سے عاجز آگئے۔ تو بیچارے کمزور انسان کی کیا طاقت تھی۔ کہ اس بوجھ کو اٹھاتا۔ صرف اس نے اٹھایا تو اسم اللہ ذات کی قوت کے سہارے اٹھایا۔ جیسا کہ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَاوٰی اِلَّا اِلَی اللّٰهِ۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی

جائے بازگشت اور جائے پناہ نہیں اُسے ظاہر ہے ؛

واضح رہے کہ خواب کے حالات سے مراقبہ کے حالات زیادہ صحیح اور پُر زور ہوتے ہیں۔ خواب سے تو انسان بیدار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جب پر مراقبہ غالب ہو۔ وہ مقام مشاہدہ میں ایسا مستغرق ہوتا ہے۔ کہ اگر اُس کا سر تن سے جُدا کر دیا جائے۔ تو بھی اُسے خبر نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوا کہ مراقبہ بمنزلہ موت ہے جس میں حضور میں جواب باصواب ملتا ہے۔ مراقبہ اور معرفت اُن عارفوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ جن کے ہر فعل سے اللہ تعالےٰ راضی ہوتا ہے۔ چنانچہ اُنہیں کے حق میں فرمایا ہے۔ یَآاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ "اے نفس مطمئنہ! تو راضی خوشی سے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ۔ میرے بندوں میں شامل ہو کر بہشت میں داخل ہو"؛

صاحب مراقبہ اسرار الٰہی کا محرم ہوتا ہے۔ صاحب مراقبہ کے لئے سونا جاگنا برابر ہے۔ وہ غیر حق کو دیکھنے سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ سچے محبوں کو مراقبہ سے اللہ تعالےٰ کی معرفت اور محبت اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ مراقبہ کے سبب مردہ دل مردود اور محروم شخص بھی زندہ دل اور محرم اسرار ہو جاتا ہے۔ مراقبہ سے مومنوں کو مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری نصیب ہوتی ہے ؛ قطعہ

امید ہست پرستندگانِ مخلص را　　　　کہ نا اُمید نگردند ز آستان اِلٰہ

اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مخلصانہ بندگی کرنے والے اس کے دروازے سے نا اُمید نہیں جائیں گے ؛

دو بامداد گر آید کسے بخدمت شاہ　　　　سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاہ

اگر کوئی شخص دو دن بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو تو تیسرے دن بلا شک و شبہ اس پر مہربانی کی نگاہ کرے گا۔ مَنْ قَرَعَ وَلَجَ وَلَجَ ؛

حدیث :۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ "نماز مومنوں کے لئے معراج ہے۔ دل کی حضوری

بغیر نماز درست نہیں! عارف باللہ کے لئے مراقبہ اور معرفت الٰہی دو پر اور بازو ہیں۔ اُس کی نگاہ ہمیشہ معرفت مولیٰ پر رہتی ہے *

مراقبہ کی کئی قسمیں ہیں۔ اُن سب کی غرض و غایت و طریق یہ ہے۔ کہ جب انسان آنکھ بند کر کے اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے۔ تو باطن میں دار الفنا سے پرواز کر کے دار البقا میں اس طرح پہنچتا ہے کہ گویا جان کنی کی حالت اُس پر طاری ہوتی ہے۔ اُس وقت نہلانے والا آکر اُسے نہلاتا ہے۔ لوگ جمع ہو کر اُس کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ بعد ازاں سر میں ایک استخوان ابیض (سفید ہڈی) نام ایک ہڈی ہے۔ جو زمین و آسمان سے وسیع ہے۔ اس ہڈی میں وسعت روحانی لا کر فرشتوں کے ستر ہزار سوالوں کے جواب ہوتے ہیں۔ پھر گویا قبر میں اُتار کر لحد میں رکھا جاتا ہے۔ اور لحد زمین و آسمان سے فراخ ہوتی ہے۔ منکر نکیر آکر بٹھلاتے ہیں۔ اُس سے سوال پوچھتے ہیں۔ اُن کے جواب دے کر اُن سے رہائی پاتا ہے۔ تو منکر نکیر کہتے ہیں۔ آرام اور چین سے سو جا۔ پھر رومان نام ایک فرشتہ آکر اُسے بیدار کرتا ہے۔ انگلی کو قلم کف کو سیاہی اور مُنہ کو دوات بنا کر کفن کے کاغذ پر اُس کے اعمال لکھ کر تعویذ بنا اُس کے گلے میں ڈال غائب ہو جاتا ہے۔ قبر میں ہزار ہا سال رہ کر جب اُس کے کان میں اسرافیل کی کرنا کی آواز آتی ہے۔ تو تمام مخلوقات گھاس کی طرح زمین سے اُگ کر میدان قیامت میں جمع ہوتی ہے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں اعمال نامہ ہوتا ہے۔ اعمال کا وزن ہو جانے کے بعد پُلصراط پر سے گذر کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ہمراہ بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ وہاں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مُبارک سے شراباً طہورا کا ساغر پی کر کلمۂ طیب پڑھتا ہے۔ پھر پانسو سال رکوع میں اور پانسو سال سجود میں رہ کر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ربّ العالمین کے دیدار سے مشرف و معزز ہوتا ہے۔ جب لقائے الٰہی سے مشرف ہو چکتا ہے۔ تو بے ہوشی سے ہوش میں آجاتا ہے۔ وہ بے مثل و مثال غیر مخلوق کی مثال نہیں ہو سکتی۔ پس جس وقت باطن میں متوجہ ہوتا ہے۔

تو دیدار کی لذت سے مشرف ہوتا ہے۔ ایک لحظہ کے لئے بھی دیدار سے نہیں رُکتا۔ اگرچہ ظاہر میں عام آدمیوں سے باتیں کرتا ہے۔ یہ مراتب اُس شخص کے ہیں جو مرنے سے پہلے مر گیا ہو۔ اور واصل اور عارف باللہ ہو۔ اور فقر کے انتہائی مراتب پر پہنچ گیا ہو۔ اور فقر جب انتہائی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ تو ذات میں ذات مل جاتی ہے۔ یہ مرتبہ کلام الٰہی اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث "مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ"۔ جو شخص اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے۔ اُس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔

قولہ تعالےٰ۔ "مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی"۔ "جو شخص دنیا میں اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہے"۔

یہ مرتبہ اُن عالموں کا ہے۔ جو فقر کے طالب و مرید ہیں ؎

خندہا بر سینہ صافاں میزنی ہشیار باش
ہر کہ بر آئینہ خندد ریش خند خود کند

تو صاف باطن آدمیوں کی ہنسی اُڑاتا ہے۔ ذرا ہوش سے کام لے۔ کیونکہ جو شخص آئینہ پر ہنستا ہے۔ وہ گویا خود اپنے آپ پر ہنستا ہے۔

حدیث "سیّد القوم خادم الفقراء"۔ "قوم کا سردار فقیروں کا خادم ہوا کرتا ہے"۔

جب قوم کے سردار کی یہ حالت ہو۔ تو دوسروں کی کیا ہستی ہے کہ فقیروں کے آگے دم مار سکیں۔ اگر ایسا کرینگے تو دونوں جہان میں خراب ہونگے۔ اللہ تعالےٰ اور بندوں کے درمیان صرف پیاز کے چھلکے کے برابر پردہ ہے۔ اگر تو آئے دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ حق تعالےٰ کی ذات تجھ سے بے پرواہ ہے۔

واضح رہے کہ انسان اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے کوئی کام اس کی مرضی اور خواہش کے موافق نہیں ہوتا۔ حدیث "فعل الحکیم لایخلوا عن الحکمت"۔ "حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا"۔ اِس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے تمام کام اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دو۔ اور خود اپنا دخل

چھوڑ دو ۔

قولہ تعالےٰ ۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ۔ میں اپنا کام اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں ۔ واقعی اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی طرف نگاہ رکھتا ہے ۔

واضح رہے کہ اللہ تعالےٰ بے مثل اور بے مانند ہے ۔ حیّ اور قیوّم ہے ۔ اِس لئے انسان خدا کو اپنی صورت کا سمجھ کر پرستش کرتا ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ غیر مخلوق ہے ۔ جو شخص خواب میں یا مراقبہ میں رویت دیکھ کر مجذوب ہو جائے ۔ تو جب بیدار اور ہشیار ہوگا ۔ تو رویت الٰہی کے نور سے اُس کے وجود میں ایسی گرمی پیدا ہوگی ۔ کہ یا جل کر مر جائیگا ۔ یا اُس کی زبان پر خاموشی کی مُہر لگ جائے گی ۔ جیسا کہ " مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ " جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۔ اُس کی زبان گونگی ہوگئی ۔ یا دن رات سجدہ سے سر نہیں اٹھائے گا ۔ یا بدن پر شریعت کا لباس پہنے گا ۔ اور شریعت میں کوشش کریگا ۔ رویت الٰہی کے وقت عارف باللہ اور واصل کو اللہ تعالےٰ کی اس قدر نعمتیں حاصل ہو سکتی ہیں ۔ جو وہم اور فہم میں سما نہیں سکتیں ۔ یہ مرتبہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیّب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے حاضرات سے حاصل ہوتا ہے ۔ کلمہ طیّب کا طریقہ ایک مسلمہ اور محققہ بات ہے ۔ قلب کا راز ' آواز ۔ مقام ۔ سوال اور حال اور ہے نفس کا راز ۔ آواز ۔ مقام سوال اور حال اور ہے ۔ اور روح کا مقام اور حال اور ہے ۔ نفس کی آواز دنیا کا علم ہے ۔ اس کا مقام لاریب ہے ۔ قلب کی آواز ذکر اس کا علم شوق و محبت الٰہی ۔ اس کا مقام باطن صفا ہے ۔ روح کی آواز ۔ کلام اللہ نص اور حدیث ہے ۔ روح کا مقام جمعیت ہے ۔ اب علم اور مقام اور آواز سے اندازہ کرتا ہے ۔ کہ یہ اہل نفس ہے ۔ اہل قلب ہے ۔ یا اہل روح ۔ اللہ بس باقی ہوس ۔

باب پنجم

در بیان فنا فی الشیخ فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و فنا فی اللہ

مُرید کو تین مرتبوں میں سے گذرنا پڑتا ہے :-

پہلا - فنا فی الشیخ - جب شیخ کی صورت کا تصوّر کرتا ہے - تو جس طرف نگاہ کرتا ہے - شیخ ہی شیخ نظر آتا ہے +

دوسرا - فنا فی محمد صلے اللہ علیہ وسلم - جب اسم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصوّر کرتا ہے - تو تمام ماسوی اللہ کو ترک کر دیتا ہے - جس طرف نگاہ کرتا ہے - اُسے مجلس محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آتی ہے +

تیسرا - فنا فی اللہ - جب اللہ کا تصور کرتا ہے - تو نفس بالکل مرجاتا ہے - جس طرف نگاہ کرتا ہے - اسم اللہ کی تجلّیات سے مشرف ہوتا ہے - اسی کو لامکان کہتے ہیں - اللہ تعالےٰ کو مقام یا مکان سے تشبیہ دینا شرک اور کفر کا موجب ہے +

واضح رہے کہ قرب کے تین مرتبے ہیں - جو تین تصوّروں سے حاصل ہوتے ہیں - فنا فی الشیخ - فنا فی اسم اللہ - فنا فی اسم محمد سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم -

واضح رہے کہ تمام مخلوقات نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدا ہوئی ہے - اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور الٰہی سے - جو مرشد پہلے دن طالب کو حضور محمدی میں نور وحدانیت میں غرق نہیں کرتا - وہ مرشد کہلانے کا مستحق نہیں اسم اللہ ذات کے تصور سے پہلے ہی دن طالب کا نفس پاک - دل صاف اور رُوح اور سر مجلّا ہوتا ہے - چاروں ایک اور متفق ہو کر اصل کی طرف لوٹ آتے ہیں - کیونکہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے +

واضح رہے کہ راہ سلوک کی ابتدا فنا فی الشیخ۔ متوسط فنا فی اللہ اور انتہا فنا فی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جسے محمدی حضوری حاصل ہوئی ہے وہ امر معروف بجا لاتا ہے۔ جو شخص امر معروف بجا نہیں لاتا۔ وہ مردود اور خبیث ہے ✣

واضح رہے کہ جب مبتدی طالب اسم اللہ ذات کو تصور و تصرف میں لاتا ہے اور اسم اللہ ذات کا نقش دل پر جما کر دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو دل کے گرد نور کی شکل کا ایک آگ کا شعلہ پیدا ہوتا ہے۔ طالب اسی شعلہ کو تجلی حضور خیال کرتا ہے۔ اس آگ کے شعلے سے شیطان آواز دیتا ہے۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تو میرے ساتھ ہے۔ ظاہر و باطن میں اب بندگی کرنا چھوڑ دے۔ مجھے اسی تجلی میں دیکھ۔ بعد ازاں وہی شیطانی تجلی ایک بچے کی شکل اختیار کرتی ہے پھر جوان اور پھر بوڑھے کی۔ پھر وہ شیطانی صورت کہتی ہے۔ کہ یہی اسرار ہیں۔ اور یہی فقیر کے مراتب ہیں۔ وہ شیطانی صورت ہر سوال کا جواب دیتی ہے۔ ماضی۔ حال۔ اور مستقبل کے متعلق مفصل حالات بتاتی ہے۔ لوگ خیال کرنے لگتے ہیں۔ کہ فلاں فقیر صاحب کو کشف ہے۔ یہ استدراج ہے۔ جب ایسی صورت پیش آئے۔ تو کلمۂ طیب کا ذکر کرنا اور لاحول پڑھنا چاہیئے۔ اس طرح سے وہ شیطانی صورت دفع ہو جائے گی ✣

اس صورت کے دور ہونے پر اسم اللہ کے حروف میں ایک اور صورت پیدا ہوگی۔ جو نورانی ہوگی۔ اور نص و حدیث کے موافق ہوگی۔ آمنّا و صدّقنا۔ لیکن جس کا ظاہر شریعت اور قرآن شریف کے مطابق نہ ہوگا۔ وہ جھوٹا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو باطن ظاہر کے مخالف ہے وہ باطل ہے ✣

فنا فی الشیخ کا تعلق اسم اللہ ذات۔ نور حضور۔ تجلیات کے مشاہدے۔ اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن فنا فی الشیخ سراسر وسوسہ وہم اور خطرہ ہے لیکن فنا فی الشیخ بہت ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ناقص۔ نفس پرست۔ اور مغرور شیخ کے مرید ہوتے ہیں۔ اور فنا فی الشیخ مرید بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ لوگ روشن ضمیر مخلص صاحب حضوری صلی اللہ علیہ وسلم شریعت میں ہوشیار

ہوتے ہیں ⁂

فنائی الشیخ کی شرح :- شیخ کے تصور کی کثرت سے وجود میں ایک نورانی صُورت ظاہر ہوتی ہے ۔ وہ صورت کبھی تو دن رات آیات قرآنی کی تلاوت کرتی ہے ۔ کبھی انہیں حفظ کرتی ہے ۔ کبھی وہ صُورت ذکر الٰہی اور کلمۂ طیّب میں مشغول رہتی ہے ۔ کبھی علم کی فضیلت بیان کرتی ہے ۔ چنانچہ ہر قسم کے علوم مثل نص ، حدیث ، تفسیر ۔ فقہ ۔ فرض ۔ واجب ۔ سنّت مستحب وغیرہ ۔ کبھی ذکر الٰہی میں مستغرق رہتی ہے ۔ اور ذکر کی آواز صاف صاف سُنائی دیتی ہے ۔ "سر ھو سر ھو ھو الحق لیس فی الدّارین اِلّا ھُو" کبھی وہ صورت ماضی حال اور مستقبل کی حقیقت ظاہر کرتی ہے ۔ اکثر وہ صورت دن رات نماز اور بندگی میں مشغول رہتی ہے ۔ ہمیشہ شرع کی پابند رہتی ہے ۔ اگر غلطی سے کوئی غیر شرع بات ظاہر ہو جائے ۔ یا کوئی شرک ، کفر یا بدعت کا کوئی کام کر بیٹھے ۔ تو فی الفور اس سے استغفار کرتی ہے ۔ کبھی وہ صورت معاملات میں نفس کا محاسبہ کرتی ہے ۔ اسے کہتی ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا گویا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا ۔ جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا ۔ اُس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا ۔ فنا فی الشیخ میں وہ صُورت وجود میں غائب ہو جاتی ہے ۔ اور گناہ سے توبہ کرتی ہے ۔ ایسی صورت صرف تصویر کی صفائی ہے ۔ ابتدائی آواز یہ ہوتی ہے :- اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ! کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ۔ یہ صورت نفس کو ملامت کرتی ہے ۔ جس سے نفس سرکشی اور ٹیڑھا پن چھوڑ دیتا ہے ⁂

یہ مراتب بھی بچوں کے ہیں ۔ شیخ کامل پر اعتبار کرنے سے الہام و پیغام ہوتا ہے ۔ اُن سے معرفت الٰہی نہیں حاصل ہوتی ۔ اور نہ اِن علامات سے فقر مکمل ہوتا ہے ۔ تو اُن پر مغرور نہ ہو ۔ اصلی راہ اور آگے ہے جسے قرب الٰہی حاصل ہو ۔ اسے حضوری نور حاصل ہوتا ہے ۔ اس کا باطن آباد ہوتا ہے ۔ اور مرشد کامل سے اُسے سرور اور شوق نصیب ہوتا ہے ناقص مرشد

عورت کی خصلت کا ہوتا ہے۔ اُس کی شکل ہیجڑوں کی سی ہوتی ہے۔ بے اثر اور اہل بدعت ہوتا ہے کسی کام نہیں آتا۔ نفس پرست ہوتا ہے۔ حرص و ہوا کے تابع ہوتا ہے۔ ایسا شخص مرشد ہونے کے لائق نہیں۔ جسے فنا فی الشیخ ہونے کا مرتبہ حاصل ہو۔ اگر وہ گناہ کا مرتکب ہونا چاہے۔ تو مرشد کامل کی صورت اسے اس گناہ سے باز رکھتی ہے۔ قوت کے سبب شہوت کے غلبہ کو دور کر دیتی ہے۔ اور فنا فی الشیخ کے مرتبے والا سو جائے۔ تو وہ صورت اُسے بحالت خواب الا اللہ کی توحید و معرفت میں غرق کرتی ہے۔ اگر وہ مراقبہ کرے تو وہ صورت اُس کا ہاتھ پکڑ کر مجلس محمدی میں لے جا کر مرتبے دلاتی ہے۔ مذکورہ بالا مراتب اُس شخص کے ہیں۔ جسے فنا فی الشیخ کا درجہ حاصل ہو۔ ایسے شخص کا باطن صاف ہوتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ وہ صورت ہمیشہ یہ تسبیح پڑھتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَرِضْوَانَكَ۔" وہ صورت سخاوت میں حاتم سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ یہ مراتب صاف باطن فنا فی الشیخ کے ہیں ٭

مقام فنا فی الشیخ۔ جب طالب شیخ کی صورت کا تصور کرتا ہے۔ تو اُسی وقت حاضر ہو کر طالب کا ہاتھ پکڑ کر معرفت الٰہی یا مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جاتی ہے۔ ایسے شیخ کو یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے) کہتے ہیں۔ اور جب فنا فی اسم محمدؐ کے مقام میں پہنچتا ہے تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مبارک مع ارواح صحابہ کرام نہایت لطف و کرم سے تشریف فرما ہوتی ہیں۔ صاحب تصور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "خُذْ بِيَدِيْ" میرا ہاتھ پکڑ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑتے ہی دل معرفت الٰہی سے روشن ہو جاتا

ہے۔ جس سے انسان ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے طالبوں کو مرید بناتا ہے ؛

قولہٗ تعالیٰ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ؕ اُن کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے ؛

مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ جنہوں نے معرفت الٰہی کے نور کی باطنی لذّت بالکل چکھی تک نہیں۔ اور فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ ؕ اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو ؕ کو فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ ؕ اللہ تعالےٰ سے بھاگو ؕ سمجھ رکھا ہے۔ فنا فی اللہ کا مقام یہ ہے۔ کہ جو شخص اسم اللہ کا تصور کرتا ہے۔ تو اُس سے اُسے اِلَّا اللہ کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ اور اُس کے دل سے غیر حق کا خیال بالکل دُور ہو جاتا ہے۔ جو شخص اِس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ توحید و معرفت کے دریا سے پیالہ پیتا ہے۔ اور سر سے پاؤں تک شریعت کا لباس پہنتا ہے ہمیشہ شریعت اور امر معروف میں کوشش کرتا ہے۔ معرفت الٰہی کے جو بھید اُسے نظر آتے ہیں۔ وہ جاہلوں کو نہیں بتاتا۔ بے خبر ہوتا ہے۔ نہ تکبّر اور غرور کرتا ہے ؛ ٥

ناتوانی خویش را از خلق پوش
عارفاں ایں کے پسندند خود فروش

ترجمہ:۔ جہاں تک ہو سکے تو اپنے آپ کو خلقت سے چھپائے رکھ خود فروش اور خود نما شخص کو عارف لوگ پسند نہیں کرتے ؛

باب ششم

در بیان مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واضح رہے کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ جب طالب اپنے دل پر اسم اللہ کا نقش لکھتا ہے۔ اور نقش ٹھیک ٹھیک دل پر قائم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ باطن میں دل پہ اسم اللہ صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ تو اُس سے آفتاب کی طرح انوار الٰہی کی تجلیات نکلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اِس روشنی سے نفسانی اور شیطانی جھوٹی رات کی تاریکی اندھیرا اور سیاہی دل سے دُور ہو جاتی ہے اِس وقت مرشد کو چاہیئے۔ کہ طالب اللہ کو کہے کہ باطنی تفکّر اور تصوّر سے دل کے گرد اسم اللہ کو دیکھ اور بتا کہ اس میں مجھے کیا نظر آتا ہے۔ اگر طالب دیکھتے ہی باطن میں مستغرق ہو جائے۔ اور کہے کہ دل کے گرد اسم اللہ ذات کا ایک نہایت وسیع میدان ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ اِس میدان میں ایک روضہ نما گنبد ہے۔ جس کے دروازے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ لکھا ہے۔ جب طالب اسم اللہ پڑھتا ہے۔ تو اسم اللہ کلمہ طیّب کی چابی بن کر اس تالے کو کھول دیتا ہے۔ جب طالب اِس روضہ نما گنبد کے اندر داخل ہوتا ہے۔ تو اسے ایک خاص الخاص مجلس دکھائی دیتی ہے۔ اِس مجلس میں قرآن شریف، نص اور حدیث کا ذکر اذکار ہوتا ہے۔ پس یہ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سات مقامات پر میسّر ہوتی ہے:۔

اوّل مقام ازل۔ دوم مقام ابد۔ سوم مقام دنیا۔ دنیا میں بھی مجلس چار مقاموں۔ حرم مدینہ، حرم کعبۃ اللہ، آسمان کے اور عرش اکبر پر دکھائی دیتی ہے۔ چہارم سمندر میں۔ جسے توحید مطلق کا دریا کہتے ہیں اِس میں معرفت

الٰہی نور کا موجزن ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لامکان میں بھی ہوتی ہے۔ یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر۔ اس قسم کا صاحب تصور طالب جس مجلس میں بھی حاضر ہو۔ اس کے باطن پر مراقبہ کے وقت ذکر الٰہی ایسا غالب آتا ہے۔ کہ گویا وہ شخص مردہ ہے۔ مجلس میں داخل ہو کر مبتدی کی عام طور پر یہی حالت ہوتی ہے۔ جب ظاہر و باطن دونوں کھل جائیں۔ تو وہ عارف باللہ منتہی ہو جاتا ہے +

یاد رہے کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ آفتاب کی طرح روشن ہے جب تک کوئی صاحب باطن اور کامل مرشد راہنمائی نہ کرے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر نہیں ہو سکتی۔ خواہ ساری عمر ورد و وظائف اور ریاضت میں مشغول رہے۔ کامل مرشد ایک لحظہ کے اندر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے +

واضح رہے کہ اُمت وہ ہے۔ جو پیروی کرے۔ اور پیروی کا یہ مطلب ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چل کر مجلس اقدس میں پہنچ جائیں۔ مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ جنہیں حضوری کی راہ معلوم نہیں نفس پرست اور خود نما ہیں۔ گھمنڈ اور غرور میں رہ کر کسی عارف باللہ سے یہ راہ معلوم نہیں کرتے۔ یاد رکھو۔ جو ھُوْ کا منظور نظر نہیں۔ وہ مومن مسلم فقیر۔ درویش عالم۔ فقیہ اور پیر کیسے ہو سکتا ہے +

سنو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سر بسر ہدایت ہے یہ ہدایت بدایت (شروع) میں ہے۔ حدیث: النہایت ھو الرجوع الی البدایت "شروع کی طرف لوٹ آنے کو انجام یا انتہا کہتے ہیں +

حدیث:۔ من رانی فقد رای الحق ان الشیطان لا تمثیل بی! جس نے مجھے دیکھا۔ اس نے حق کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نمودار نہیں ہو سکتا +

سنو! جو شخص باطن میں حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور پُر نور میں کسی دینی یا دنیوی کام کے لئے عرض کرے اور حضور عالی سے حکم ہو جائے

اور صحابہ کرام بھی دعائے خیر پڑھیں۔ اور پھر بھی وہ کام ٹھیک نہ ہو۔ تو جانتے ہو۔ اِس میں کیا حکمت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ طالب خود ابھی انتہائی مرتبے پر نہیں پہنچا۔ ابھی ترقی کر رہا ہے۔ وہ باطنی نعمت سے خوش وقت ہوگا۔ اس کے لئے قرب کے درجات کی ترقی مبارک ہو۔ اگر طالب جاہل ہے یا دنیائے مُردار کی طلب کرتا ہے۔ اُسے مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے کھینچ کر نکال دیا جاتا ہے۔ یا اُسے مرتبہ سے گرایا جاتا ہے۔ لیکن جس کا ظاہر و باطن ایک ہو وہی اس کا مقام ہے۔ وہ ترقی نہیں کرتا۔ جو شخص توحید میں آیا ہے۔ اس پر مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم منکشف ہوتی ہے +

یاد رکھو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب ذیل نو مقامات پر ہوتی ہے :-

۱۔ مقام ازل + ۲۔ مقام ابد +

۳۔ حرم روضہ مبارک مدینہ منورہ +

۴۔ جبل عرفات کی صف۔ جہاں حاجیوں کے حج قبول ہوتے ہیں +

۵۔ عرش پر + ۶۔ مقام قاب قوسین پر +

۷۔ مقام بہشت۔ جو شخص اس مقام پر کچھ کھا پی لیتا ہے۔ عمر بھر اسے بھوک پیاس نہیں ستاتی۔ نہ اُس پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے +

۸۔ مقام حوض کوثر۔ جو شخص اس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دستِ مبارک سے شراب طہور اپنی لیتا ہے۔ اُس کا وجود پاک ہوجاتا ہے۔ اور اُسے ترک۔ توکل۔ توحید۔ تجرید اور تفرید کا درجہ نصیب ہوتا ہے +

۹۔ مقام مشرف دیدار غرق فی الانوار۔ جو شخص اپنے آپ سے فانی ہوتا ہے۔ اُسے معرفت الٰہی اور فقر کا انتہائی مرتبہ نصیب ہوتا ہے +

جو شخص اِن مذکورہ بالا نو مقامات پر مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں دنیا یا اہل دنیا کی غرض کو عرض کرے۔ وہ اِس مجلس کے مرتبہ سے گرا دیا جاتا ہے۔ اور اُسے پھر دنیادار ہی کر دیا جاتا ہے۔ جب کسی عارف باللہ کو یہ مرتبہ (مجلس محمدی کی حضوری) عنایت ہوتا ہے تو اُس کی رُوح خوش ہوتی ہے اُس کا نفس نیست و نابود ہوجاتا ہے +

جب کوئی شخص مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہوتا ہے، تو اُسکے وجود پر

حسب ذیل چار نگاہوں کی مندرجۂ ذیل تاثیریں ہوتی ہیں :-
چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر سے اُس کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے۔ جھوٹ اور نفاق دُور ہو جاتے ہیں ۞
حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظر سے اُس کے وجود میں نفسانی خطرات اور خواہشات بالکل دُور ہو جاتی ہیں ۞
امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظر سے اُس کے وجود میں ادب اور حیا پیدا ہوتے ہیں ۞
اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر سے طالب کے وجود میں علم ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں۔ اور جہالت اور دنیاوی محبت دُور ہو جاتی ہیں ۞
اِس وقت طالب اللہ تلقین کے لائق ہو جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے بیعت فرماتے ہیں۔ تب اُسے لازوال اور لاتخف! مرشدی مرتبہ نصیب ہوتا ہے ۞
سنو! مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک قسم کی کسوٹی ہے۔ بعض طالب جب مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوتے ہیں۔ تو وہ اہل صفا ہو جاتے ہیں۔ اُن کے چھوٹے بڑے تمام مطلب پورے ہو جاتے ہیں۔ ترک و توکل اختیار کرتے ہیں۔ ہر وقت توحید میں مستغرق رہتے ہیں۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہمیشہ ادب اور یقین سے حاضر رہتے ہیں۔ بعض جھوٹے جب اس مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔ تو جب اس میں وِرد و وظائف نص اور حدیث کا ذکر ہوتا ہے۔ تو منافق پن کی وجہ سے اُس پر یقین نہیں کرتے۔ اِس واسطے وہ منکر ہو کر مرتد ہو جاتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ۞
جب مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے طالب کے وجود میں یہ نیک حالات اور خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو وجود کا تانبا اکسیر بن جاتا ہے اور طالب کا وجود مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قبضہ اور تصرّف ہوتا ہے۔ اُس کے تمام کام رضائے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتے ہیں۔ تمام ناشائستہ کام ترک کر دیتا ہے۔ تمام ظاہر و پوشیدہ مراتب اُس پر منکشف ہوتے ہیں۔ جب

عارف باللہ ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ تو پھر بُری دعا کے لئے لب کشائی نہیں کرتا۔ کیونکہ اُسے ایسا کرنے سے شرم آتی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اہل حضور کو اس قسم کی عرض معروض سے کیا واسطہ یہ لوگ تو کشف و کرامات کے اظہار سے ہزار ہا بار توبہ استغفار کرتے ہیں۔ اُن کی نگاہ ہمیشہ اسم اللہ ذات پر ہوتی ہے۔ اہل حضور کو ہر وقت مقام توحید و وحدانیت کا خیال رہتا ہے۔ صرف خیال کرتے ہیں مشکل کام حل ہو جاتے ہیں۔ اور صاف صاف دکھلائی دیتے ہیں۔ خواہ وہ ظاہر ہے خواہ چھپا ہوُا اہل حضور کو اللہ تعالےٰ کی معرفت۔ قرب اور وصال کے سبب یہ بات حاصل ہوتی ہے۔ جو خیال بھی طالب کو آجائے۔ وہ فوراً پورا ہو جاتا ہے۔ اہل حضور کی علامت یہ ہے۔ کہ اُن کا دل نور ذکر میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور دل رب جلیل کے حضور میں رہتا ہے۔ جس کام کی دلیل کرتے ہیں۔ وہ فی الفور ہو جاتا ہے۔ صاحب باطن عارف باللہ ہر لحظہ ہر ساعت حضور میں مستغرق رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ ہمیشہ ذوق و شوق میں خوش و خرم رہتا ہے۔ اُس کا ابتدائی مرتبہ یہ ہے۔ کہ وہ مومن مومن ہوتا ہے۔ اور مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔

یاد رکھو۔ عالم باعمل یا اُن کے شاگرد ہر رات یا جمعہ کی رات یا مہینہ میں کسی رات یا سال میں ایک مرتبہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوتے ہیں۔ بعض اِس بات کو جانتے ہیں۔ اور بعض نہیں جانتے۔ عالم اور حافظ قرآن کا ادب کیا کرو۔ مومن آدمیوں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ عالموں اور حافظوں کی عزت کرتے ہیں۔ صاحب قرب اہل معرفت مشاہدہ نور حضور میں مستغرق رہتے ہیں۔ جو فقیر اسم اللہ ذات کی مشق کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف رہتے ہیں۔

مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات

مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات علامتیں ہیں:۔

اوّل۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے کستوری

جیسی خوشبو آتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک میں نفس امارہ بالکل نہیں تھا۔ اس واسطے طمع، لالچ اور حرص وہوا مطلق نہ تھے۔ ہمیشہ فنافی اللہ میں مستغرق تھے۔ آپ منی سے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ وحی جبرائیل علیہ السلام نے درخت نور کا ایک پھل حضرت بی بی آمنہ رضؓ کو لا کر دیا تھا۔ اس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں خوشبو ظاہر ہوئی۔

دوم۔ ظاہر و باطن میں دل غنی ہو جاتا ہے۔

سوم۔ ہر ایک بات نص و حدیث کے موافق کرتا ہے۔

چہارم۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے۔

پنجم۔ سنت وجماعت پر کار بند رہتا ہے۔

ششم۔ مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ سخاوت میں بے نظیر ہوتا ہے۔

ہفتم۔ بہ ظاہر لوگوں سے ہمکلام رہتا ہے۔ لیکن باطن میں فنافی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔ ؎

باہو! ہر کرا از دل کشاید چشم نور
شد حضوری مصطفےٰ دور از غرور

اے باہو! جس کی دلی آنکھ نور حضور سے منور ہو جاتی ہے۔ اُسے حضوریٔ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے۔ اور غرور اس میں نہیں رہتا۔ ؎

شد حضوری دید روئے مصطفےٰ
شد حضوری غرق فی اللہ با خدا

وہ حضوری ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک دیکھتا ہے۔ اور حضوری ہو کر فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔

؎ عرش کرسی در دلِ لوح وقلم
ہر کہ دل را یافت آں را نیست غم

عرش کرسی لوح اور قلم سب کچھ دل میں ہے۔ جس نے دل کو پا لیا۔ اُسے کوئی غم نہیں۔

ف فکر را تو اندرونِ دل گمار
ہر مطالب دین و دنیا رست آر

تو دل کے اندر جب فکر و غور کرے گا۔ تو دینی دنیاوی ہر ایک مطلب اس میں سے حاصل کرے گا *

ف ذکر دل را نیک تمکیں مے کند
انتشار قلب را تسکیں دہد

ذکر دل کے مرتبہ کو بڑھاتا ہے۔ اور دل کے منتشر ہونے کو تسلّی دیتا ہے *

ف شو مراتب با تفکّر جان من
تا شوی حاضر بدرگاہ ذوالمنن

میری جان تفکر سے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اسی سے تو بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو سکے گا *

مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ بیان سے باہر ہیں۔ کیونکہ سب سے بڑا رکن اور اصلی قوام مراتب میں ارشاد اور تلقین ہے *

باب ہفتم

قبروں پر دعوت پڑھنے کے بیان میں

شرح دعوت:- وہ دعوت کونسی ہے۔ جس سے دونو جہان قبضے میں آجاتے ہیں۔ وہ دعوت کونسی ہے۔ جس کے پڑھنے سے کافروں راہزنوں اور دارحرب کا لاکھوں کی تعداد میں لشکر حیران اور شکستہ دل ہو جاتا ہے۔ اور ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوجاتا ہے۔ اور دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم قبول کرتا ہے۔ وہ دعوت کونسی ہے۔ کہ قرآن شریف کے پڑھنے سے انبیا اور اولیا کی تمام رُوحیں اُس کے گرداگرد حلقہ باندھ کر اُس کی بہبودی کے لئے آمادہ ہوتی ہیں۔ اِس قسم کی دعوت سے تمام سلیمانی ملک مشرق سے مغرب تک اپنے قبضے میں آسکتا ہے۔ ایسے شخص کو مستجاب الدعوات کہتے ہیں۔ جو شخص زبان نور سے اسم اللہ کی دعوت پڑھتا ہے۔ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مبارک معہ صحابہ کرام کی روحوں کے پڑھنے والے کے گرداگرد حلقہ باندھ کر آیات قرآنی اُس کی رفاقت اور بہتری کے لئے پڑھتے ہیں ایسی دعوت اگر عمر میں ایک دفعہ پڑھی جائے تو کافی ہے ٭

شرح دعوت:- وہ دعوت کونسی ہے۔ جس کو عمل میں لانے سے دونو جہان قبضے میں آسکتے ہیں۔ وہ دعوت کونسی ہے۔ کہ قرآن شریف اور اسم اللہ ذات کے پڑھنے سے کافروں کے ہزارہا لشکری اندھے اور نابینا ہوجاتے ہیں۔ صلح کر کے حاضر خدمت ہو کر بینا ہوجاتے ہیں۔ وہ دعوت کونسی ہے۔ جس کے پڑھنے سے دین کے تمام دشمن دیوانے اور پاگل ہوجاتے ہیں۔ تمام لشکر کو اپنے آپ کی سدھ بدھ نہیں رہتی۔ نہ انہیں ہتھیار یاد رہتے ہیں۔ نہ گھر بار۔ نہ منہ سے بول سکتے ہیں۔ حیران و پریشان اور خستہ

حال ہو جاتے ہیں۔ جب تک دعوت خواں کا چہرہ نہیں دیکھ لیتے اُن کی آنکھیں درست نہیں ہوتیں۔ وہ دعوت کونسی ہے کہ قرآن شریف کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے زمین سے نکال کر اُن پر قبضہ ہو سکتا ہے۔ مشرق سے مغرب تک تمام جہان اور ساتوں ولایتوں کے بادشاہ کو حلقہ بگوش غلام اور تابع ہو جاتے ہیں۔ وہ کونسی دعوت ہے۔ کہ اُس میں اسم اعظم پڑھ کر کسی پتھر کے ٹکڑے یا ڈھیلے پر دم کریں تو سونا چاندی بن جائیں۔ اگر کوئی چاہے کہ علم دعوت عمل میں آئے۔ اور وِرد و وظائف رواں ہوں۔ اور فرشتے اور موکل محکوم اور فرمانبردار ہو جائیں۔ اور کلام اللہ وجود میں سرایت کرے۔ سوائے کامل کے دعوت عمل میں نہیں آسکتی۔ جب تک صاحب قبور اہل حضور کامل عامل کا حکم اور اُس کی اجازت نہ ہو۔ اگر ناقص لوگ دعوت پڑھیں۔ تو وہ ہمیشہ رجعت اور دُکھ میں رہتے ہیں۔ اگر کامل پڑھیں تو انہیں اس دعوت سے محمدی حضوری جمعیت اور خزانہ نصیب ہوتا ہے۔ جو صاحب دعوت کامل ہے۔ اُسے زکوٰۃ۔ نصاب۔ قفل۔ دور مدور۔ بذل۔ ختم۔ وقت پہچاننے۔ جگہ مقرر کرنے۔ رجعت۔ عدد۔ حساب۔ نیک و بد۔ اور حیوانات جمالی اور جلالی کے کھانے کو ترک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تمام وسوسے ناقصوں کے لئے ہیں۔ اس واسطے کہ انہیں دعوت کی ابتدائی۔ انتہائی ترتیب یاد نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام خدا کی خاطر نہیں پڑھتے +

واضح رہے۔ کہ دعوت کل و جز۔ دعوت ذکر۔ دعوت فکر۔ اور دعوت نہی کا تعلق آیۂ کریمہ سے ہے ”فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ“ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ہر کام کو رواں کرتا ہے۔ ان دو آیتوں کی برکت سے توجہ وہم اور خیال وصال ہی وصال ہے +

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ انہیں تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لیجاتا ہے +

مقام ازل۔ مقام ابد۔ مقام دنیا اور مقام آخرت۔ یہ چاروں مقام

تاریکی کے ہیں۔ خواہ تاریکی میں آبحیات ہے۔ لیکن آخر مرنا ہے۔ عارف وہ ہے کہ ان تاریکیوں کی لذتوں کو ترک کرکے "اِلَّا اللّٰہ" کی معرفت حاصل کرے۔ اور ذاتِ وحدت میں غرق ہو جائے۔ یہ مراتب خاص لوگوں کے ہیں۔ انسان کے لئے اِس سے بہتر اور کوئی بات نہیں۔ کہ اپنا رخ اللہ تعالےٰ کی طرف کرے۔ اور اپنے دینی اور دنیاوی کام اللہ تعالےٰ کے سپرد کرے "اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ" میں اپنا کام اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ واقعی اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی نگہداشت کرتا ہے ؛

جس عارف باللہ کو معرفت الٰہی حاصل ہو۔ اُس کی سات علامتیں ہیں :۔

اوّل ۔ لَآ اِلٰہَ کی نفی ؛

دوسرا ۔ اِلَّا اللّٰہ کا اثبات ؛

تیسرا ۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو با تصدیق پڑھنا ؛

چوتھا ۔ قرآنی آیات کا پڑھنا ؛

پانچواں ۔ ورد و وظائف اور دعائے سیفی کا پڑھنا ؛

چھٹا ۔ اسم اللہ اعظم معظم و مکرم اسماء الحسنےٰ کا پڑھنا ؛

ساتواں ۔ اسم اللہ ذات کی وحدانیّت میں غرق ہونا ؛

یہ سات خزانے ہیں۔ ہر ایک خزانے سے ستر ستر خزانے کھلتے ہیں۔ آمنّا وصدقنا ؛

اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اَور پر یقین کرنا کفر ہے۔ جو شخص اس انتہا پہ پہنچتا ہے۔ وہ کامل عامل عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ کامل کی نگاہ سے زبان بمنزلہ سیف (تلوار) ہو جاتی ہے۔ کامل کی یہ کیفیّت ہوتی ہے۔ کہ ابھی کسی کام کے لئے لب تک ہلانے نہیں پاتا کہ اللہ تعالےٰ اُس کا ہر مطلب پُورا کر دیتا ہے ؛

حدیث :۔ "لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ" فقیروں کی زبان رحمان کی تلوار ہوتی ہے ؛

عارف کی زبان ہرگز سیف نہیں ہوتی۔ تاوقتیکہ صاحب دعوت اولیاء اللہ کی قبر کا ہم نشین ہو کر دعائے سیفی نہ پڑھے۔ اور دعوت پڑھنے کی

ترتیب نہ جانتا ہو ؎

شہسوار قبر کامل شد فقیر شہسوار قبر عالم ملک گیر

کامل کی قبر کا شہسوار فقیر کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ اور عالم کی قبر کا شہسوار ملک فتح کرتا ہے ؎

ہر یکے را قوت بود اہل القبور صاحب دعوت چنیں باشد حضور

اہل قبور میں سے ہر ایک کو خاص قوت حاصل ہوتی ہے۔ ایسا صاحب دعوت حضوری ہوتا ہے ؎

ہر کہ واقف مے شود دعوت قبر ہر حقیقت یافتہ زیر و زبر

جو شخص قبر پر دعوت پڑھنا جانتا ہے۔ وہ نیچے اوپر کی تمام حقیقتوں سے واقف ہوتا ہے +

تیغ برہنہ کی دعوت والا ملک کو قبضے میں کر لیتا ہے۔ فقیر فی اللہ موذی کو قتل کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص قبر پر سوار ہو کر قرآن شریف پڑھے تو کلام اللہ شریف کی برکت سے صاحب قبر کو روحانی مرتبہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ جو شخص اولیاء اللہ کی قبروں پر قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس کا عمل دریا کی طرح رواں ہو جاتا ہے۔ اور قیامت تک نہیں رکتا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ حسب ذیل تین کاموں کے لئے پڑھے :۔

اوّل۔ بادشاہ اسلام کی مہم کے لئے۔ جو دار الحرب والوں سے لڑ رہا ہو +

دوم۔ خاص وعام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے +

سوم۔ ملحد۔ بے دین اور اہل بدعت کو دفع کرنے کے لئے +

اگر ان تینوں کاموں کے لئے دعوت پڑھنا چاہے۔ تو اس کا یہ طریقہ ہے۔ کہ رات کے وقت اکیلا کسی قبر کے پاس جائے۔ لیکن وہ قبر با عظمت اور پُر دہشت ہو۔ مثلاً کسی غوث، قطب، شہید یا ولی کی قبر ہو۔ پڑھنے والا پہلے اپنے گرد ایک حصار یعنی گول لکیر کھینچ لے۔ اوّل وہ قبر کے گرد اذان کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ الخ اذان کہتے ہی قبر والے کی روحانیت فوراً آموجود

ہو گی۔ اور آواز دے گی۔ اگر پڑھنے والا بہت غالب ہے۔ تو قبر کو ٹھکرا کر یا ہاتھ سے اشارہ کر کے کہے گا۔ "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ، یہ کہکر جب ذکر کرنے لگے گا۔ تب بے ہوش ہو جائیگا۔ اگر قبر کے گرد اذان کہنے یا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہنے پر قبر والے کی روحانیت حاضر نہ ہو اور جواب باصواب نہ دے۔ اور قید میں نہ آئے۔ تو سمجھ لو کہ قبر کی روحانیت غالب ہے۔ یا اس واسطے حاضر نہیں ہوتی کہ وہ قرآن کے پڑھنے سے دولت و نعمت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس واسطے اُس کے کام میں سُستی کرتا ہے۔

بس صاحب دعوت کو چاہیئے۔ کہ روحانی کو قید میں لا کر عاجز کرے اس مطلب کے لئے اُسے چاہیئے کہ قبر کی پائنتی کی طرف یا قبر پر سوار ہو کر قرآن مجید پڑھے۔ یہ دونوں عمل سخت ہیں۔ روحانی فی الفور حاضر ہو گا۔ جب اس طرح پڑھنے والا قرآن شریف پڑھتا ہے۔ تو عرش کے اٹھانے والے چاروں مقرب فرشتے یعنی جبرائیل، عزرائیل، میکائیل، اور اسرافیل چاہینگے۔ کہ زمین کا تختہ الٹ دیں۔ تمام روحانی مقدس دُعا کے لئے ہاتھ پھیلائینگے۔ کہ یا اللہ! اس قسم کی دعوت پڑھنے والے کی دعوت قبول کر۔ اور اس کا مقصد پورا کر۔ تاکہ اُس کی قید سے ہم رہائی پائیں۔ اس دعوت سے بڑھکر اور کوئی دعوت سخت نہیں۔

دوسرا طریقہ دعوت پڑھنے کا یہ ہے:۔

کہ دریا کے کنارے یا اولیاء اللہ کی قبر پر پڑھیں۔ اس کے پڑھنے سے اوّل زمین اس طرح ہلے گی۔ گو یا مشرق سے مغرب تک بھونچال آئیگا بعد ازاں سو مؤکل فرشتے آئیں گے۔ اُن میں سے ہر ایک ایک اشرفی پڑھنے والے کے سامنے رکھ کر چلا جائیگا۔ دوسرے دن اسی طرح ایک لاکھ فرشتوں میں سے ہر ایک ایک اشرفی اس کے سامنے رکھ کر غائب ہو جائیگا۔ تیسرے دن ایک کروڑ فرشتے آئیں گے۔ اُن میں سے ہر ایک ایک مُہر رکھ کر آواز دے کر غائب ہو جائیگا۔ بعد ازاں بے شمار فرشتے اُس کی کار برآری کے لئے آئینگے۔ یہ علم دعوت لایحتاج کی آزمائش ہے علم دعوت کیمیا اور اکسیر سے کہیں

بڑھ کر ہے۔ اس دعوت میں سورۂ مزمّل پڑھنی چاہئے۔ تاکہ کامل اور مکمل ہو جائے۔ علم دعوت کو علم کیمیا سے بھی افضل سمجھو +

شرح دعوت۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ کافروں کو مسلمان کرے یا رافضی اور خارجی کو جڑ سے اکھیڑ کر وطن سے نکال دے۔ یا دینی دشمن کی جان یکبارگی قبض کرے۔ یا ایسا بیمار کردے کہ پھر تندرست نہ ہوسکے۔ یا مغرب سے مشرق تک تلقین کرنا چاہے یا نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے بہرہ ور ہووے۔ یا بادشاہ اور حاکم اس کے محکوم اور فرمانبردار رہیں یا دو نوجہان اس کے قبضہ میں آجائیں۔ کہ جس طرح چاہے کرے۔ یا عیسےٰ علیہ السلام کی طرح مردہ کو زندہ کرے۔ تو اسے لازم ہے کہ وہ اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے۔ جب یہ رواں ہو جائیں گے۔ تو مذکورہ بالا مطالب بھی بہ آسانی حاصل ہو جائیں گے +

جب اسم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ جب شیخ کی صورت کا تصوّر کرتا ہے۔ تو وہ آکر امداد کرتی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام کے نام کا تصوّر کرتا ہے۔ تو وہ آکر خبر دیتے ہیں۔ جب اسم فقر کا تصور کرتا ہے۔ تو سلطان الفقر فوراً آموجود ہوتا ہے۔ جب حضرت میکائیل علیہ السّلام کے نام کا تصوّر کرتا ہے تو رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ جب حضرت اسرافیل علیہ السّلام کے نام کا تصور کرتا ہے۔ تو وہ آکر سخت ناراض ہو کر کرنا پھونکتے ہیں۔ جس کی آواز سے ایسا فناہ ہوتا ہے کہ پھر قیامت تک آباد نہیں ہوتا۔ جب حضرت عزرائیل علیہ السّلام کے نام کا تصور کرتا ہے۔ تو وہ فوراً آکر اطلاع دیتے ہیں۔ اور دشمن کی جان کو قبض کر لیتے ہیں۔ یا وہ دشمن ایسا بیمار ہو جاتا ہے۔ کہ پھر تندرست ہی نہیں ہوتا +

سنو! زندگی اور موت میں وجود کی پاکیزگی کی بنیاد یہ بات ہے۔ کہ اسم اللہ ذات کو باطنی تفکر سے دل پر لکھے۔ جب یہ اسم بکثرت لکھا جائیگا۔ تو دل ایسا زندہ ہو جائیگا۔ کہ پھر کبھی نہ مرے گا۔ پھر اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح لکھے۔

تو اس سے جمعیت کا ہر ایک مقام حاصل ہو گا۔ صرف کامل کو یہ بات نصیب ہوتی ہے۔ ناقص اور خام مرشد تو بے دین جھوٹا اور لافزن ہے۔ اللہ بس باقی ہوس ٭

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم روحانی کو حکم دیتے ہیں۔ کہ جاؤ دعوت پڑھنے والے کی مدد کرو۔ چنانچہ اسی وقت اس کا مطلب پورا کیا جاتا ہے ٭

حدیث: اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ۔ جب تم کسی کام میں حیران رہ جاؤ۔ تو قبروں والوں سے مدد مانگو ٭

ایسا کرنے سے انشاء اللہ ہر مشکل آسان ہو گی۔ بحالت موت بھی دعوت کا عمل جاری رہیگا۔ کسی ولی اللہ کی قبر پر ایک رات قرآن شریف پڑھنا ریاضت کے چالیس چلوں سے بہتر ہے ٭

اگر کوئی شخص چاہے کہ دولت نعمت اور بزرگی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دینی دنیوی خزانے بغیر کسی محنت و مشقت کے مل جائیں نفس امّارہ قابو میں آجائے شیطان دفع ہو جائے۔ تمام جہان محکوم ہو جائے۔ ہر قسم کی مخلوق قابو میں آجائے قرآن شریف میں سے اسم اعظم معلوم ہو جائے۔ علم تکسیر۔ علم تاثیر۔ علم روشن ضمیر۔ علم کیمیا حاصل ہو جائیں۔ موکل مفصل آواز دیں۔ تعلیم و تربیت کریں نقش اللہ ہر کام کے لئے لکھ کر ہاتھ میں دیں۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سرفراز فرمائیں۔ تو اسے چاہئے۔ کہ پہلے اپنا وجود پاک کرے۔ ماسوی اللہ کو اپنے وجود میں نہ رہنے دے۔ حوصلہ فراخ اور پختہ رکھے۔ تاکہ راز الٰہی کسی کو نہ بتلائے۔ صرف مرشد کے حضور میں بیان کرے۔ زمین کے اندر جو الٰہی خزانے پوشیدہ موجود ہیں۔ ہر ایک واضح اور روشن ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ تمام خزانے اس کے قبضے میں آجائیں گے۔ جو شخص فقر کا یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اسے کسی چیز کی احتیاج نہیں رہتی۔ ایسا شخص دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے ٭

جو شخص اولیاء اللہ کی قبر کا ہم نشین ہونا چاہے۔ اسے پہلے اپنا وجود پاک کرنا چاہئے۔ سو زندگی اور موت میں وجود اس طرح پاک ہو سکتا ہے۔ کہ

اللہ تعالےٰ کا اسم مبارک دل کو حاصل ہو جائے۔ چنانچہ بآواز بلند پکار کر یا حیُّ یا قیّوم کہے۔ اور اسم محمّد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دل پر لکھے۔ پھر وہ شخص قبر پر دعوت پڑھنے کے قابل ہو گا۔

جب اس طریق سے دعوت پڑھی جائیگی۔ تو توجّہ اور فقر سے تمام جہان مسخّر کرلیا جائیگا۔ کیونکہ جب صاحب دعوت، دعوت ختم کرتا ہے۔ تو چار باطنی لشکر اُس کے گرداگرد اُس کی حفاظت کے لئے رہتے ہیں۔ گو وہ ظاہر میں دکھائی نہیں دیتے۔ وہ لشکر یہ ہیں:۔

اوّل۔ اللہ تعالےٰ کا منظور نظر۔

دوم۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا منظور نظر۔

سوم۔ مؤکل فرشتوں کا لشکر، جنوں کا لشکر۔

چہارم۔ شہیدوں کی روحوں کا لشکر۔

ایسا ولی صاحب دعوت اگر کسی پر ناراض ہو جائے۔ تو اُس شخص کو غیب سے زخم لگتا ہے۔ اگر پھر بھی دشمنی سے باز نہ آئے۔ تو مر جاتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے۔ کہ خلقت کے ظلم وستم سہے۔ اور اُنہیں کچھ نہ کہے۔ انہیں بالکل نہ ستائے۔ اہل اسلام کو فائدہ پہنچائے۔

باب ہشتم

در متفرقات

واضح رہے کہ جمعیّت میں پانچ حرف ہیں۔ ان میں سے ہر ایک حرف نعمت کا ایک مقام ایک تصوّر اور ایک تصرّف بخشتا ہے۔ صاحب جمعیّت ان پانچ مقاموں پر قابض ہو جاتا ہے۔ طالب کے دل میں کسی چیز کی احتیاج یا کسی قسم کا افسوس باقی نہیں رہتا۔ جو کچھ چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ حی قیوم کی تحقیق سے مقام جمعیّت میں تمام علوم جمع ہوتے ہیں۔ پانچ خزانے اور پانچ مقام اس کے تصرّف میں ہوتے ہیں۔ یہی ساری نعمت ہے۔ مقامِ ازل۔ نعمتِ ازل۔ خزانہ ازل۔ اور تصرّف ازل۔ نعمت ابد۔ مقام ابد۔ خزانہ ابد اور تصرّف۔ اسی طرح دنیا کی نعمت اور دنیا و مافیہا کا تصرّف۔ آخرت کا خزانہ۔ آخرت کی نعمت۔ اور آخرت کا تصرف۔ نعمت تصرف گنج قرب وحدانیت فنافی اللہ اور بقا باللہ کے یہی پانچ مراتب ہیں۔ یہاں پر جمعیّت ختم ہو جاتی ہے۔ جو مرشد پہلے دن اسم اللہ ذات کے حاضرات اور اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ طیّب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے حاضرات سے کامل مرشد طالب کو جمعیّت تک پہنچاتا ہے۔ خام اور ناقص مرشد بے دین اور لافرن ہوتا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس ٭

کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ رحمانی۔ شیطانی اور انسانی کام کی تاثیر اور تاخیر میں کیا فرق ہے۔ مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ کہ ان کی زبان پر اللہ کا نام جاری ہے۔ یا حافظ قرآن ہیں۔ تلاوت کرتے ہیں اور مسائل فقہ بیان کرتے ہیں۔ زبان سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اُن کے دل میں نفاق ہوتا ہے۔ اُن کے وجود سے حرص اور حسد کیوں نہیں دُور ہوتا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ

کا نام اخلاص سے نہیں لیتے۔ اللہ تعالےٰ کی خاطر کلام اللہ نہیں پڑھتے۔ یونہی ہوا کی طرح ہو اللہ ہو اللہ اُن کی زبان پر جاری ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات یا کلام اللہ کی کُنہ کو پہنچتا ہے۔ اُس کا نفس مرجاتا ہے۔ اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اُسے ہمیشہ کے لئے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب ہو جاتی ہے۔ اُس کی روح کو بقا حاصل ہوتی ہے۔ دونوں جہان پُشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے نام سے آشنا ہو جاتا ہے۔ اور اُسے اخلاص سے پڑھتا ہے وہ دونو جہان میں بازی جیت جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا اسم مبارک بڑا اور مبارک ہے۔ اس کے پڑھنے سے خوشی۔ مشاہدہ نور حضور حاصل ہوتا ہے۔ کتاب کے ورق بمنزلہ شہپروں کے ہیں ؎

بردرِ درویش رو ہر صبح شام تا ترا حاصل شود مطلب تمام

تو ہر صبح و شام درویش کے دروازے پر جا تاکہ تجھے پورا پورا مطلب حاصل ہو جائے +

گر ترا روسر زند پیش پیر نہ آنچہ داری ملک بادرویش دہ

اپنا سر اپنے پیر کے آگے جُھکا۔ اور جو کچھ تیرے پاس ہے وہ درویش کو دے +

دادۂ درویش ماند جاوداں از نظر درویش شُد شاہِ جہاں

جو درویش کو دیا جائے۔ وہ ہمیشہ رہتا ہے۔ درویش کی نگاہ کی تاثیر سے انسان جہان کا بادشاہ ہو جاتا ہے ؎

ہر کہ مقبول است درویش از نظر شد مراتب روز بالا عرش تر

جو درویش کا منظور نظر ہے۔ اُس کا مرتبہ عرش سے بھی اوپر تک ہوتا ہے +

جمعیت کے جوہر کی دو علامتیں ہیں۔ بظاہر شریعت میں ہوشیار ہونا اور بہ باطن مراقبہ میں مستغرق اور تجلّی انوار کے مشاہدہ میں مستغرق ہونا۔ زمین و آسمان کی مخلوق کو قیامت تک پہنچنے میں پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہے جسے دنیا کی رات کہتے ہیں۔ اور پھر قیامت کے میدان میں پچاس ہزار سال کا عرصہ گذرے گا۔ جسے قیامت کا دن کہتے ہیں۔ دونوں مل کر ایک لاکھ سال ہوئے۔ دنیا کی رات میں لباس ہے۔ اور قیامت کے دن میں معیشت ہے۔ لباس کا تعلق عبودیت سے ہے۔ معیشت کسب کو کہتے ہیں۔ کسب کا تعلق ذکر فکر

معرفت الٰہی۔ شغل الٰہی اور ربوبیت سے ہے۔ علما صاحب عبودیت ہیں۔ اور فقرا صاحب ربوبیت +

قولہٗ تعالیٰ " وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا "

ہم نے رات آرام کے لئے بنائی اور دن روزی کے لئے +

پس اہل بہشت کی نگاہ دنیا پر رہتی ہے۔ کیونکہ ظاہری اعمال دنیا میں ہیں اہل روز کی نگاہ قیامت پر رہتی ہے۔ وہ سوائے حق کے اور کچھ نہیں پڑھتے۔ اور نہ کسی اور چیز کا نام لیتے ہیں +

علما اور فقرا میں یہ فرق ہے۔ کہ علما غصّہ کے وقت علم کی جلالیّت کے سبب تکبّر اور غرور کرتے ہیں۔ لیکن فقرا جلالیّت اور معرفت الٰہی کے سبب غرور چھوڑ دیتے ہیں۔ علما کی انتہا فقرا کی ابتدا ہے +

سنو! علم اور عمل دونوں میں ع ہے۔ دو عین ایک جگہ جمع ہونے مشکل ہیں۔ اگر ہو جائیں۔ تو وہ شخص کامل عارف اور فقیر ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو علم اپنی قید میں لے آتا ہے۔ اس کے وجود میں چار علم پیدا ہو جاتے ہیں +

غیب الغیب اس بات کا نام کہ اوّل عالم علم کے حجاب سے نکلے۔ عالم کا خلق خلق محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہو جائے۔ اور علم کے سبب دل سے الہام پیدا ہو قرب سے قدرت سبحانی میسّر ہو +

دوسرے۔ اسم محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تصوّر سے سچی آگاہی ہوتی ہے +

تیسرے تمام اصحاب عبادت اور صواب کی راہ دکھلاتے ہیں +

چوتھے کراماً کاتبین اور تمام فرشتے نیک یا بد کام کے متعلق ماضی حال اور مستقبل کی مفصل حقیقت بآواز بلند بتاتے ہیں +

حل بیت۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ "

نیکوں کی خوبیاں مقربوں کے لئے برائیاں ہیں +

صاحب فقہ و حدیث عالم فاضل کا مرتبہ اور ہے۔ اور صاحب ورد و وظائف اور صاحب ذکر کا مرتبہ اور ہے۔ حق تعالےٰ کی رہنمائی کے متعلق تفکر کرنے سے

دِل میں حیا پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے وعدہ وعید کا تفکّر کرنے سے توحید الٰہی کا نور دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور دُنیا کے متعلّق تفکّر کرنے سے دِل پر سیاہی جمع ہو جاتی ہے۔ اور شیطانی منصوبہ بازی بڑھ جاتی ہے۔ اہل دنیا سے بڑھ کر کوئی بُرا نہیں۔ مجھے اُن لوگوں پر بڑا تعجب آتا ہے۔ جو دُنیا کو اسم اللہ اور دین محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ مومن مسلم تو وہ شخص ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کو ہر وقت حاضر ناظر سمجھے۔ یہ فرض تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ اِس کی (اسم اللہ ذات) تاثیر بہت بڑی ہے۔ اور اس کے فوائد بے شمار۔ اِس سے جمعیّت نصیب ہوتی ہے۔ تمام خلق اللہ رجوع کرتی ہے۔ اور بلا تکلیف اُٹھائے قبضے میں آجاتی ہے۔ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ ہر ایک مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ تمام خزانے بلا محنت ہاتھ آتے ہیں ✦

دعوت تیغ برھنہ۔ اِس مطلب کے لئے چاہئے کہ پہلے وضو کریں۔ پھر غسل۔ پھر ایک مرتبہ درود شریف اور ایک مرتبہ سورہ فاتحہ ایک مرتبہ آیتہ الکرسی تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر بدن پر دم کریں ✦

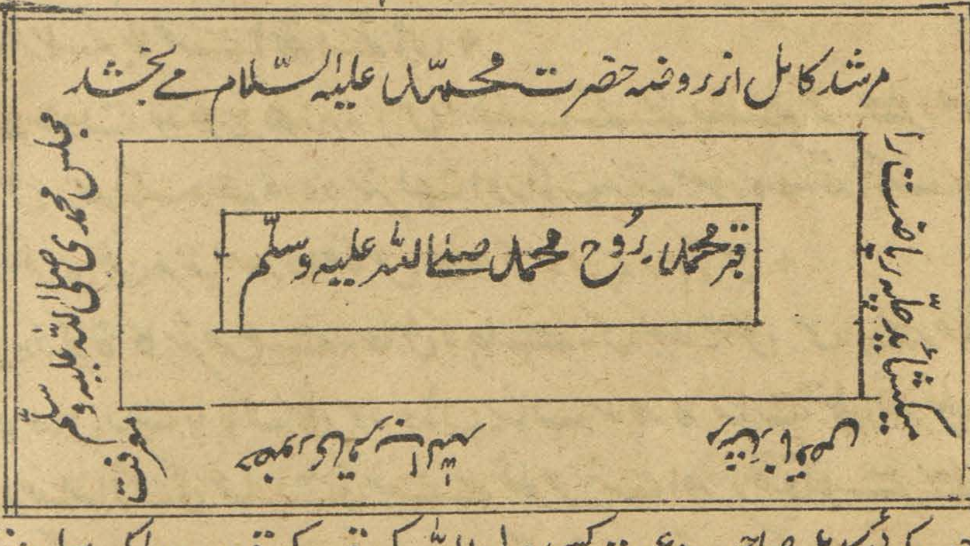
یہ زکوٰۃ کا شروع ہے۔ عامل کو چاہئے۔ کہ اکیلا جنگل میں ایسے مقام پر جائے جہاں ریت یا پاک مٹی ہو۔ وہاں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی عمارت کی نیت سے خلوص نیت اور اعتقاد سے پہلے روضہ مبارک کی چار دیواری بنائے۔ پھر اس کے اندر روضہ مبارک اور قبر مبارک۔ قبر کے اوپر اپنی انگلی سے نہایت خوشخط محمّد بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھے۔ شروع میں یہ آیت پڑھے۔ بعد ازاں روضہ کے گرد یہ لکھے۔ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"۔ پھر تین مرتبہ یہ پڑھے "لاحضر واللمسخرات احضروا للمسخراتِ بحق ملک الارواح المقدّس" اور تین مرتبہ کہے" از برائے عبد اللہ محمّد بن عبد اللہ حاضر شو یا رسول اللہ"۔ انشاء اللہ رُوح مبارک حاضر ہوگی۔ پھر سورہ ملک یا سورہ مزمل یا سورۂ یٰسین یا سورۂ

انا فتحنا پڑھے۔ اور دل پر تین بار کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی ضرب لگائے۔ بعد اتساں درود شریف اور لاحول پڑھ کر آنکھ بند کر کے مراقبہ کرے۔ اُس وقت خواب اور بیداری کے مابینی حالت طاری ہو گی۔ جو باطن ظاہر کے مخالف ہے۔ وہ باطل ہے۔ اس حالت میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پڑھنے والے کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کریں گے۔ اور اسی وقت اس کی مہم کو سرانجام فرمائیں گے۔ اِس دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں +

روضہ مبارک کی دعوت کا نقش یہ ہے:۔

حَضرت محمد مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ

جہد کن کہ کار سرانجام شود



جب کوئی کامل صاحب دعوت کسی ولی اللہ کی قبر کے قریب جا کر پہلے وضو کر کے دوگانہ پڑھتا ہے۔ اور پھر قبر کے نزدیک بیٹھ کر قرآن شریف میں سے سورۂ ملک یا سورۂ یٰسین یا سورۂ مزمل یا قرآن شریف میں سے جو کچھ جانتا ہے۔ پڑھ کر روحانی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو پڑھتے وقت روحانی ہاتھ باندھ کر سامنے باادب کھڑا رہ کر قرآن شریف سُنتا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والا غائیہ ہو۔ اگر ناقص ہو۔ تو روحانی ایک ہاتھ کے قریب پرے بیٹھ کر باادب قرآن شریف سنتا ہے۔ اِس وقت پڑھنے والا بالترتیبِ روحانی کو اپنی قید میں لاتا ہے۔ جو ساری عمر اس کا فرمانبردار رہتا ہے۔ جہاں چاہے حاضر ہو سکتا ہے کسی

صاحب باطن عارف باللہ ناظر کے لئے ایک ولی اللہ کی روحانیت اس سے اچھی اور مفید اور پُر زور ہے۔ کہ جہان کے انسان جن اور فرشتے ایک جگہ اکٹھے ہوں۔ تمام زندوں پر ولی اللہ کی روحانیت غالب آتی ہے۔ اگر صاحب دعوت بالترتیب دعوت پڑھے۔ تو انبیاء صحابہ کرام۔ اولیا۔ غوث۔ قطب۔ شہید۔ ابدال۔ اوتاد۔ فقیر۔ درویش۔ عارف۔ فاضل۔ ولی۔ مومن۔ سب کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بلکہ قیامت کی تمام روحیں پڑھنے والے کے گرد اگرد صفیں باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ پھر اس سے ہاتھ ملاتی ہیں۔ ملاقات کرتی ہیں۔ تمام زندگی اور پھر مرنے پر بھی اس کے ساتھ رہتی ہیں۔ عین العیان کے لئے یہ دعوت کافی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے دعوت کا پڑھنا اور قرآن شریف کی برکت سے تمام ارواح کو قید میں لانا یقینی امر ہے۔ جو اہل دعوت اہل قبور کی روحوں کو کسی نفسانی خواہش کے لئے تکلیف دے۔ وہ دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔ کامل شاہسوار ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر ذوالفقار کی طرح پروردگار کے حکم سے کافروں کو قتل کرتا ہے۔

واضح رہے کہ دعوت کا پڑھنا پانچ قسم کا ہوتا ہے:۔

اوّل۔ وسیلہ ازل کی دعوت جس سے مقام ازل پر پہنچتا ہے۔

دوم۔ وسیلہ ابد کی دعوت جس سے مقام ابد پر پہنچتا ہے۔

سوم۔ وہ دعوت جس سے دنیا کی بادشاہی حاصل ہو۔

چہارم۔ وسیلہ عقبیٰ کی دعوت جس سے آخرت حاصل ہوتی ہے۔

پنجم۔ معرفت مولےٰ کی معرفت۔ جس سے نفس فانی ہو کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم معرفت الٰہی اور نور نامتناہی کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ دعوت پڑھنے کے قابل وہ شخص ہے۔ جو عامل کامل مکمل عارف باللہ اور صاحب قرب وصال ہو۔ اور صاحب جمعیت لازوال ہو۔ دعوت کا پڑھنا اور رجعت سے سلامت رہنا کسی غالب ولی اور اہل حضور کا کام ہے نہ کہ مغرور اور حریص اور لالچی کا۔ جو شخص باترتیب وضو کر کے ایک رات میں دو رکعت

کے اندر قرآن شریف ختم کرے۔ اگر اِس طرح تین دن رات متواتر پڑھے۔ تو قیامت تک اس کا عمل نہ رُکے گا۔ اِس قسم کا شخص اولیاء اللہ میں سے غالب اور دونوں جہان پر حکمران ہوتا ہے۔ لیکن دعوت بغیر کسی کامل عامل کے رواں نہیں ہوتی۔ جو شخص دو رکعت نہیں پڑھتا۔ اور قرآن بھی حفظ نہیں ہوتا۔ تو صرف سورۂ مزمل پڑھے۔ تو ایک ہفتہ میں کامل مکمل ہوتا ہے۔ ابتدائی اور انتہائی دعوت کی ترتیب یہی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی دعوت دونوں جہان کا پیشوا رہنما اور معتبر وسیلہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کے تمام ظاہری و باطنی خزانے خشکی تری۔ جنگل اور سمندر۔ کل مخلوقات کی حقیقت۔ توحید ذات اور صفات چھ طرفیں سبھی قرآن مجید میں ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔

"خشک و تر سبھی کچھ قرآن شریف میں ہے"۔

اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے۔ تو اُسے چاہیئے کہ چالیس روز تک ہر رات ایک مرتبہ سورۂ یٰسٓ اولیاء اللہ کی قبوُر میں پڑھے۔ اسی وقت مقصد حاصل ہوجائیگا۔ لیکن ہر ایک آیت قرآنی کی تحقیقات کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک دینی اور دنیاوی کام کے لئے گنتی۔ خاصیت۔ اور ترتیب جدا جدا ہے چنانچہ امر معروف اور نہی منکر۔ انبیاء کے قصے۔ وعدہ و وعید۔ ناسخ و منسوخ۔ بعض دعوت پڑھنے میں عامل اور کامل ہیں۔ اور بعض اجازت کے حکم میں کامل ہیں۔ اور پڑھنے میں ناقص۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اجازت میں بھی اور پڑھنے میں بھی کامل اور عامل ہو۔ کامل اگر دعوت پڑھیں تو انہیں نہ رجعت ہے نہ زوال۔ کار برآری کے لئے شروع دعوت میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے حضوُر سے حکم ہوتا ہے۔ یہ کام یا تو اسم اللہ ذات کے حضور سے یا اولیاء اللہ کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ جس شخص کو ان دونوں کاموں کی خبر نہیں۔ وہ دعوت پڑھنے کے لائق نہیں۔ علم تکبیر علم اکسیر میں اسرار ہے۔

واضح رہے کہ علم تکبیر دعوت ہے۔ دعوت کے چار حرف ہیں۔ ان میں بزرگی۔ عزت اور شرف ہے۔ ان چاروں حرفوں کی شرطیں یہ ہیں:۔

حرف د سے دِل پاک ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ اور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم حضوری نصیب ہوتی ہے +
ع سے علم غیبی مفصّل حاصل ہوتا ہے۔ روحانی الہام ہوتا ہے۔ اور مٔوکل عالم غیب میں سے ہر ایک معلوم ہوتا ہے +
حرف و سے وِرد و وظائف اور کلام اللہ کو باترتیب باادب باعزت اور بااعتقاد پڑھا جاتا ہے +
حرف ت سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت نصیب ہوتی ہے +
اِس قسم کی دعوت مبتدی کا کام ہے۔ یقین ہے کہ راہِ خدا میں گھر لٹانا بڑی سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ فرض اور سنت اہل اللہ بجالاتے ہیں۔ جو شخص مُردہ دل دنیاداروں سے الگ رہتا ہے اُس کا دل صاف ہوجاتا ہے اُس کا نفس بالکل مرجاتا ہے نفس کے مرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ شرک کفر۔ تکبّر اور بُری خصلتیں چھوڑ دے۔ گو مُردہ نفس کا تزکیہ نیک اعمال سے ہوجاتا ہے پھر دنیا اور اہل دنیا کی مجلس سے توبہ کرتا ہے۔ انسان کا دل صاف ہوجاتا ہے۔ اور عبادت اور معرفت مولیٰ میں مشغول ہوجاتا ہے جب یہ حالت ہو تو نفس مطمئنّہ ہو جاتا ہے۔ دنیا کمان ہے اور اس کے حادثے تیر ہیں۔ اور انسان نشانہ ہے۔ تو دنیا میں اس طرح زندگی بسر کر گویا تو مسافر یا پردیسی ہے۔ اور اپنے آپ کو اہل قبر خیال کر۔ ہم نے علم ظاہر و علم باطن۔ مجموعہ فقر و معرفت الہٰی سب کچھ ایک بات میں بیان کر دیا ہے۔ اور وہ ایک بات صرف ایک حرف یعنی نیک نیّت کے نون میں ہے۔ اور طمع حرص اور حسد کا چھوڑنا ہے۔ جب اِن تینوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تو کامل علم اور مشکل معرفت دو ہاتھ آجاتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے ذاکر ہوجاتا ہے۔ اِن تینوں سے فقیروں کو معرفت کا انتہائی مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے +
مصنّف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صاحب قلب کو سات فتح حاصل ہیں۔ ہر ایک فتح سے ستر ہزار قسم کا فیض اور روشنی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بات وہی شخص جانتا

ہے۔ جو اِس فیض اور روشنی سے فیضیاب ہو۔ اِس مقام پر جس قدر صاحب یقین طالب ہوگا۔ وہ قرار سے نہیں بھاگے گا۔ اور خوار نہیں ہوگا۔ اس کا درجہ سبب نہ ہوگا کیونکہ تجلی ذاتی ہے۔ اور اسمائی اور تجلّی حروف اور ہے۔ اور تجلّی زبانی اور ہے۔ تجلّی چار طرح کی ہے۔ جسے محض فیض وعطا کہتے ہیں۔ جو کچھ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے دیکھتا ہے۔ وہ محض وحدانیت مطلق ہے۔ اُسے اللہ تعالےٰ کے قرب معرفت کا نور کہتے ہیں۔ اور جو کچھ تجلّی اسما سے دیکھتا ہے۔ اُسے نہ تجلّی ذات کہتے ہیں اور نہ تجلی صفات۔ جو کچھ آیاتِ قرآنی۔ نفس اور حدیث سے دیکھتا ہے ایسی تجلّی کو جہاد نفس کہتے ہیں۔ اور جو تجلّی حروف تہجی یعنی ا ب ت ... ی سے دیکھتا ہے۔ ایسی تجلی کو قلب المکشوف کہتے ہیں۔ تصوّر اور تفکر کی مشق کرنے سے ہر ایک تجلّی یقیناً عین بعین دکھائی دیتی ہے۔ آنکھ بند کرنے پر اور تجلی ہوتی ہے۔ اور آنکھ کھولنے پر اور۔ ساری عمر کی ریاضت سے تجلّی کو دیکھنا اور فنا فی اللہ میں غرق ہونا بہتر ہے۔ جو مراتب کے لئے کرے وہ خام ناتمام ہے۔ اصل مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے آپ سے گذر جائے اور حق رسیدہ ہو جائے۔ یعنی نورالٰہی کی جمعیّت کا جام پیئے۔ اللہ بس باقی ہوس +

جو مرشد طالب اللہ کو معرفت الٰہی کے سوا کسی اور مقام کا سبق دے۔ اور معرفت کے مراتب اُس پر نہ کھولے۔ اور نہ دکھائے۔ وہ ناقص اور لائق نہیں ہے۔

ے

در تجلّی ذات سوزم سر بسر سرّ اِلٰہ
این تجلّی ذات رہبر با خدا

مَیں تجلّی ذات میں سر بسر جلتا ہوں۔ اس سے سرّ الٰہی حاصل ہوتے ہیں اس تجلی ذات سے اللہ تعالےٰ کی راہ ہاتھ آتی ہے +

از ازل تا ابد بودم غرقِ نور
از ازل تا ابد باشم در حضور

مَیں ازل سے ابد تک نور میں غرق تھا۔ اور ازل سے ابد تک حضور میں رہونگا +

از ازل تا ابد از خود شدم جُدا
از ازل تا ابد بودم با خُدا

ازل سے ابد تک مَیں اپنے آپ سے جدا رہا۔ ازل سے ابد تک میں

خدا کے ساتھ رہا ✦

باہو ہر دم یہ موئے شاد وصالش　　　　　کہ دنیا اہل دنیا شاد وبالش

باہو کو ہر دم مولیٰ کا وصال حاصل ہے۔ دنیا دار کے لئے دنیا وبال ہے ✦

خاک را با نظر کردم سیم و زر　　　　　ایں مراتب چیست یعنی گاؤ خر

مَیں تو نظر سے مٹی کو سونا چاندی بنا دیتا ہوں لیکن یاد رکھو کہ یہ تو گائے اور گدھے بھی کر سکتے ہیں ✦

اربع عناصر شد اندر حکمِ من　　　　　مُردگاں را جاں دہم یا یک سخن

اربع عناصر بھی میرے حکم میں ہیں۔ میں ایک بات میں مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں ✦

ایں مراتب چیست یعنی عبس وار　　　　　زود باید رفت زیں ہیچ کار

یہ مراتب محض فضول ہیں۔ اِس ہیچ کام سے جلدی بھاگ جانا چاہیئے ✦

کردہ ام تحقیق ایں ہمہ ہیچ ہیچ　　　　　کشف کراماتش ہمہ در ہیچ ہیچ

مَیں نے اچھی طرح تحقیق کر لیا ہے۔ یہ سب کچھ ہیچ ہے۔ کشف و کرامات سراسر ہیچ ہے ✦

جز بہ موئے نیست در دل جائے من　　　　　ہر چہ بینی غیر موئے راہزن

میرے دل میں سوائے موئے کے اور کسی کی جا نہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سوا جو کچھ بھی دیکھے گا وہ تیرا راہزن ہے ✦

باہو ذکر فکرش پاک کردہ تن مرا　　　　　در تنم غیرش نماندہ چوں چرا

اے باہو ذکر فکر نے میرے بدن کو پاک کر دیا ہے۔ اب میرے بدن میں چون چرا کچھ بھی نہیں رہا ✦

باہو زشہ رگ نزدیک اللہ ہم جلیس　　　　　ہر کہ اسم اللہ ندا ند آن خبیث

اے باہو! اللہ تعالےٰ شہرگ سے نزدیک اور ہمنشین ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کا اسم نہیں جانتا وہ خبیث ہے ✦

بشنوی اے دوست طالبِ دردمند　　　　　کے تواند کرد نفس را بہ بند

اے دردمند طالب دوست! نفس کو کس طرح قابو میں لا سکتے ہیں ✦

نفس مرشد پیرِ نفس رہنما　　　　　نفس شیطان است فرعونی خدا

نفس ہی مرشد ہے نفس ہی پیر ہے نفس ہی رہنما ہے۔ نفس ہی شیطان ہے۔
نفس ہی خدائی دعوے کرتا ہے ۔

گر کنم ہم شرح نفس را تمام   کے فواند یافت مردم خاص و عام

اگر میں نفس کی پوری پوری شرح کروں۔ تو خاص و عام لوگ اسے کس طرح معلوم کر سکیں گے ۔

باہو گر ترا شد نفس باہم یار غار   تاہم نباید کرد بر نفس اعتبار

اے باہو خواہ نفس تیرا یار غار ہی ہو۔ تو بھی نفس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے ۔

واضح رہے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ اور انسان دن رات میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ تو ہر سانس کی خبر رکھ۔ چودہ تجلّیاں ہیں چودہ الہام ہیں۔ اور چودہ علم ہیں۔ یعنی رحمانی۔ شیطانی۔ نفسانی۔ حوادث دنیاوی پریشانی۔ جنونیت کا۔ موکل فرشتوں کا۔ قلبی۔ روحی۔ اور سرّی۔ اگر توفیق الٰہی شامل حال ہو۔ اور مرشد آگاہی دے۔ تو ہر ایک مقام کی تحقیق کرتا ہے اور سلامت رہتا ہے۔ نہیں تو اس کا سارا حال سلب ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں لاکھوں گمراہ ہو گئے۔ اور رجعت کھا کر شریعت کے خلاف ہو کر مر گئے ہیں ۔

حل بیت " خذ ما صفیٰ ودع ما کدر " جو صاف ہے اُسے لے لے۔ اور جو گدلا ہے وہ چھوڑ دے ۔

عزیز من! جب اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ وہ جہان کو پیدا کرے۔ کیونکہ وہ چھپا خزانہ تھا اور چاہتا تھا۔ کہ وہ کسی طرح پہچانا جائے۔ تو بائیں طرف قہر اور جلالیّت کی نگاہ کی۔ اس سے شیطان کی آگ پیدا ہوئی۔ دائیں طرف لطف و کرم اور شفقت و رحمت سے دیکھا تو نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا۔ جو آفتاب کی روشنی سے زیادہ روشن تھا۔ بعد ازاں اللہ تعالےٰ نے "کن" ہو جا فرمایا۔ تو تمام روحیں اور موجودات درجہ بدرجہ گروہا گروہ جابجا صفیں باندھ کر باادب کھڑی ہو گئیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ بعد ازاں اللہ تعالےٰ نے فرمایا " اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ " کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، تمام روحوں

نے کہا " بلیٰ " ہاں، بعض روحیں یہ کہکر پشیمان ہوئیں۔ مثلاً کافروں، مشرکوں، منافقوں اور جھوٹوں کی روحیں۔ بعض ہاں کہہ کر نہایت خوش ہوئیں۔ ان روحوں کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے روحو! مانگو کیا مانگتی ہو۔ تاکہ عنایت کروں۔ تمام روحوں نے کہا۔ کہ یا اللہ! ہم تجھ سے تجھے ہی چاہتی ہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالےٰ نے بائیں طرف والی روحوں کے سامنے دنیا۔ دنیاوی زینت دنیاوی آرائش۔ دنیاوی تماشا پیش کئے۔ پہلے شیطان نفس امّارہ کی توفیق سے دنیا میں داخل ہوا۔ جب دنیا میں پہنچکر شیطان نے بلند آواز سے چوبیس مرتبہ بانگ دی۔ تو یہ آواز سن کر نو حصے روحیں شیطان کے پاس آگئیں۔ اور بعض تو اُس کی مرید ہوگئیں +

شیطان کی چوبیس بانگیں یہ ہیں۔ (۱) خوش آوازی اور سرود۔ (۲) حسن پرستی (۳) حرص پرستی (۴) شراب (۵) بدعت (۶) ترک نماز (۷) سرود کے متعلق ساز و سامان مثلاً طنبور۔ رباب۔ سرنا۔ دف۔ ڈھول ستار وغیرہ۔ (۸) ترک جماعت (۹) غفلت (۱۰) خود پسندی (۱۱) ریا (دکھلاوا) (۱۲) حرص (۱۳) حسد (۱۴) تکبّر (۱۵) نفاق (۱۶) غیبت (۱۷) شرک (۱۸) کفر (۱۹) جہالت (۲۰) جھوٹ (۲۱) بدظنی (۲۲) برے افعال (۲۳) شیطانی غصہ (۲۴) لالچ +

جس شخص میں یہ مذکورہ بالا صفات پائی جائیں وہ اُنہیں لوگوں میں سے ہے۔ جو شیطانی بانگ پر مائل ہوئے تھے۔ سو اب تک اُن کی یہی حالت ہے +

قولہٗ تعالےٰ۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ واقعی شیطان تمہارے لئے افلاس تیار کرتا ہے۔ اور تمہیں برے کاموں کا حکم دیتا ہے +

جن لوگوں نے شیطان کی متابعت کی اُنہوں نے دنیا اور دنیاوی مرتبے پسند کئے۔ وہ نو حصے تھے۔ باقی دسواں حصہ جو اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہے۔ اُنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔ اُن میں سے نو حصوں نے کہا۔ کہ ہم تجھ سے تجھے ہی چاہتے ہیں +

پھر اللہ تعالےٰ نے دائیں طرف بہشت اور حور و قصور اور بہشتی نعمتیں

نہایت عمدگی سے سجا کر ان ارواح کے پیش کیں۔ ان میں سے نو حصّہ روحیں بہشت کی طرف چلی گئیں۔ سب سے اوّل متقی لوگوں کی رُوحیں بہشت میں آئیں۔ اُنہوں نے پرہیزگاری کی بانگ دی۔ اِس بانگ کو سُن کر تمام متقی بہشت میں گئے۔ شریعت محمدّی صلے اللہ علیہ وسلم کے پابند ہوئے۔ چنانچہ عالم۔ فاضل۔ متقی پرہیزگار۔ سب بہشت کی طرف گئے۔ باقی صرف دسواں حصّہ جو روبرو کھڑا رہ گیا۔ وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے نہ دنیا کا خیال کیا۔ نہ آخرت کا۔ وہ نور الٰہی کے مشتاق کھڑے رہے۔ وہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے اشتیاق میں محو رہے۔ اور مجلس محمدّی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضوری ہوئے۔ یہی لوگ فقیر عارف باللہ تھے۔ جن کے متعلق جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ" فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی طَالِبُ الْمَوْلٰی" طالب مولےٰ پر دنیا حرام ہے "مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلّ" جس کا خدا اُس کا سب کوئی ہے +

منقول ہے۔ کہ ایک روز کسی مرید نے اپنے مرشد سے پوچھا۔ کہ خلاصہ اپنی قدرت سے جیسا کہ ہے باقی ہے۔ کسی چیز کو اُس کی طرف راہ نہیں اور موجودات مٹی اور پانی سے بنی ہے۔ جو سوائے خلاصہ کے اہل نہیں سکتیں۔ تو پھر جہان اور اہل جہان کی پیدائش کس چیز سے ہوئی؟ مرشد نے جواب دیا۔ کہ جس چیز کی ابتدا اور انتہا نہیں فی الواقعہ اُس کا کوئی وجود نہیں۔ اُس پر اعتبار نہیں کر سکتے۔ اگر تو یہ سوال کرے۔ کہ جہان کی جنبش اور حرکت دکھائی دیتی ہے۔ یہ کیا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جہاں ایک وہمی صورت ہے۔ جو عین عدم میں وجود دکھلائی دیتی ہے۔ اِس کی مثال ایسی ہے کہ آئینہ میں صورت دکھائی دیتی ہے۔ لیکن حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ سو اسی طرح اِس جہان کا وجود انسان کی لاعلمی کے سبب سے ہے جیسا کہ طلسمات کا کچھ بنایا جاتا ہے۔ تو اس کا نام کچھ نہیں رکھا جاتا۔ اسی طرح خلاصہ وجود کی آمیزش اور ملاوٹ میں گم ہو گیا ہے۔ کہ لوگوں کو خلاصہ کی خبر تک نہیں

رہی۔ سوائے ظاہری وجود کے انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اسی واسطے یہاں پر زندگی اور موت کے لائق ہے۔ اور جہان بظاہر موجود ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ خلاصہ کا ظہور ہے۔ جب خلاصہ خود ظاہر ہو۔ تو نہ وجود رہتا ہے۔ نہ حواس اور نہ جہان۔ نہ آدم۔ مثلاً آگ لکڑی سے جل اٹھتی ہے۔ اور اسی لکڑی کو جلا دیتی ہے ؛

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِ خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۞

اٰمِيْن

هو العزیز

ای باد بطلعت بکن سرو در لعب جانان بپیتی

احوال من درویش پیش او بگو افزون بزوال بپیتی

با بیش و درنج جواهر ببقش قمر دادم سد دو

به رنج و رنج از دار پیش درسیاه و لبنان بپیتی

بقلم [illegible] محمد امین [illegible] چشتی فاروقی [illegible]

روزِ محشر خدا　زیرِ عرشِ عُلےٰ　سایہ ہووے عطا　قصرِ جنت میں جا

تیرا جلوہ ہو اِن کو سدا یا رب

ہے دُعا ہے دُعا ہے دُعا یا رب

جو آئے ہیں یہاں مولا مُرادیں اُن کی سب بر لا　کہ بے اولاد ہوں جتنے اُنہیں اولاد بھی دِلوا

دری خانے سے تیرے یا خدا خالی نہ کوئی جا　تمنا سب کی پوری کر عنایت اپنی کر دِکھلا

تو ہے ربِّ غنی　تیرے کیا ہے کمی　تیری شان بڑی　نہیں رہتا کوئی

دیا کرتا ہے سب کو بُلا یا رب

ہے دعا ہے دعا ہے دعا یا رب

گناہوں پہ ہمارے یا الٰہی تو نہیں جاتا　گناہ کو دیکھ کر بھی تو عطا روزی ہے فرماتا

کریمی اور رحیمی شان کے صدقے تری داتا　بدی بندوں سے ہو اوگن پہ گُن تو کر کے دکھلاتا

تیرا لطفِ عمیم　میرے ربِّ رحیم　تیرا فضلِ قدیم　تو ہے دانا حکیم

تیری حکمت ہے سب سے جُدا یا رب

ہے دعا ہے دعا ہے دُعا یا رب

الٰہی یہ دعائے قیس بھی مقبول ہو جائے　ہر اِک بندہ عبادت میں تری مشغول ہو جائے

الٰہی فضل تیرا ہم او پہ مبذول ہو جائے　ہو حُسنِ خاتمہ ذکرِ خدا معمول ہو جائے

کریں یادِ خدا　پڑھیں کلمہ دُعا　ہو تلاوت ادا　تیرا قرآں سدا

رہے وِرد میں صُبح و مسا یا رب

ہے دعا ہے دعا ہے دعا یا رب

تمام شُد

ترجمہ منظوم پنجابی معہ اصل فارسی

مثنوی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ جناب مولانا مولوی شاہ الدین صاحب قادری سروری سلمہ

کون شخص ہے جو مثنوی شریف حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف نہیں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں بندگان خدا بلا لحاظ مذہب و ملت اس چشمہ فیض رساں سے فیض حاصل کر کے آتش عشق کی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب اہل علم نے زمانۂ حال کے علم اور شائقین کے شوق کے مطابق اس گنجینۂ بے بہا کے اردو ترجمے اور شرحیں نظم و نثر میں لکھی ہیں۔ جو ایک محدود حلقہ تک ہی مفید ثابت ہوئیں ✦

شائقین علم تصوّف پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ کتب خانہ ہذا نے اکثر کتب تصوّف کے پنجابی منظوم ترجمے معہ اصل فارسی بڑی محنت اور جانفشانی سے تیار کرا کر صحت اور صفائی کے ساتھ شائع کئے ہیں۔ جن کو ہر مذہب کے افراد نے قبولیت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مثنوی شریف کے ترجمے کے لئے مجبور کرنا شروع کر دیا۔ لیکن اس بڑی کتاب کا ترجمہ کرا کر شائع کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ الحمد للہ کہ اس نے اس اہم اور مشکل کو ایک مدت دراز کی کوشش سے مکمل کرایا۔ اور یہ دیکھنا نصیب ہوا۔ کہ اس کا ترجمہ بھی نہایت پُر درد پنجابی منظوم مع اصل فارسی چھپ کر تیار ہے۔ قیمت دفتر اول ۳ روپے

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان مالک

ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی

بازار کشمیری لاہور

(بغیر مہر دکان مال مسروقہ تصور ہوگا)